نمبر ۸۵ | مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۳۳ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۹ رمضان ۱۳۵۱ھ | جلد ۲۰

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَۃَ ط نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَصِفُوْنَ ۵ (آیت ۳۵)

خداتعالےٰ قرآن شریف میں پیش دستی کرکے لڑائی کرنا ایک سخت مجرمانہ فعل قرار دیتا ہے۔ بلکہ مومنوں کو جابجا صبر کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ وہ اس آیت میں فرماتا ہے۔ یعنی تیرا دشمن جو تجھ سے بدی کرتا ہے اس کا مقابلہ نیکی کے ساتھ کر۔ اگر تو نے ایسا کیا۔ تو وہ تیرا ایسا دوست ہو جائے گا۔ کہ گویا رشتہ دار بھی ہے۔ لیکچر چشمہ معرفت صہ ۲۴

دیکھئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تیرہ برس تک جور وستم سہنے پڑے۔ اور پھر مدافعت کا حکم دیا گیا۔ اذن الذین یقاتلون بانھم ظلموا سے ظاہر ہے۔ کہ پہلے جواب تک دینے کا بھی حکم نہیں تھا۔ اس لئے دو اصل فرمائے۔ ایک تو واعرض عن الجاھلین جن لوگوں میں جہالت کا مادہ ہو۔ جو تکبر سے بھرے ہوئے جھگڑالو ہوں۔ ان سے اعراض کرنا چاہئیے۔ ان کی باتوں کا جواب ہی نہ دیا جائے۔ دوم ادفع بالتی ھی احسن یعنی بدی کے مقابلہ میں نیکی کرنا جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ دوست بن جاتا ہے۔ اور دوست بھی ایسا کہ کانہ ولی حمیم۔ بدر ۱۱-۱ اپریل ۱۹۰۷ء صہ ۶

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ۱۵ جنوری بوقت ۳ بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے کی نسبت اچھی ہے۔ گو کھانسی کی تکلیف ابھی باقی ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

سیدہ سارہ بیگم صاحبہ حرم ثالث حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ۱۴ جنوری بھاگلپور سے واپس تشریف لے آئی ہیں۔

۱۲ جنوری مبلغین سلسلہ نے تبلیغی حلقہ جات میں جانے سے قبل ایک دعوت طعام کا انتظام کیا۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے شرکت فرما کر مبلغین کو ملاقات کا موقعہ دیا۔ اور ان کی کامیابی کے لئے دعا فرمائی۔

۱۳ جنوری خطبۂ جمعہ سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے کلثوم بیگم صاحبہ ہمشیرہ جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے کا نکاح پانچسو روپیہ مہر پر سلطان محمود صاحب پسر میاں خدابخش صاحب کے ساتھ پڑھا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی کوٹھی واقعہ محلہ دارالانوار

اخبار احمدیہ

حضرت مولانا عبد الماجد صاحب کی اہلیہ صاحبہ کا انتقال

ایک گذشتہ پرچہ میں یہ افسوسناک خبر دی جا چکی ہے۔ کہ حرم ثالث حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی والدہ صاحبہ اہلیہ حضرت مولانا عبد الماجد صاحب امیر جماعت احمدیہ بھاگلپور کا ۷ جنوری انتقال ہوگیا ہے۔ مرحومہ پر فالج کا خطرناک حملہ ہوا۔ جس سے آپ جانبر نہ ہوسکیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ہم اس حادثہ میں حضرت مولوی عبد الماجد صاحب اور ان کے تمام خاندان سے اظہار افسوس کرتے ہوئے دُعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ مرحومہ کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ تمام احمدی جماعتیں نماز جنازہ پڑھیں۔ اور دعاء مغفرت کریں۔

ایک نومسلم مصائب میں

اسے ملک خادم صاحب اخوڑہ دنگال سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ اوائل دسمبر میں برہمن بڑیہ کا ایک برہمن نوجوان عمر اکیس سال برضا و رغبت خود داخل اسلام ہوا۔ اور اپنے لئے نور الاسلام نام پسند کیا پولیس نے اسے اس کی مرضی کے خلاف اس کے باپ کے حوالے کر دیا۔ جس نے اسے دو روز تک بند رکھا۔ مگر وہ موقعہ پاکر نکل آیا۔ اس کے باپ نے اس پر فوجداری مقدمہ کھڑا کر دیا۔ ۲۳ دسمبر کو پیشی تھی۔ کئی مسلمان وکلاء موجود تھے۔ ایک سرکاری ڈاکٹر کا سرٹیفکیٹ پیش کیا گیا۔ کہ وہ بیس سال سے زیادہ عمر رکھتا ہے۔ ایس۔ ڈی۔ او نے کہا۔ اس کا باپ ضمانت دے کر اسے لے جا سکتا ہے۔ مگر نور الاسلام نے ہندو باپ کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ ہماری طرف سے ضمانتیں پیش کی گئیں۔ مگر ایس۔ ڈی۔ او نے منظور نہ کی۔ اور جیل میں بھیجدیا۔ جہاں وہ کرسمس کی تعطیلات میں بلاوجہ تکلیف اٹھاتا رہا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اب اس پر ارتداد کے لئے دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے استقامت عطا کرے۔

بھیرہ میں مناظرہ کا نتیجہ

اوائل ستمبر ۱۹۳۲ء میں بھیرہ میں مناظرہ ہوا تھا۔ جس میں احمدیت کی کامیابی کو محسوس کرتے ہوئے پانچ اشخاص نے بیعت کی ہے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ بفضل کریم۔ محمد امین۔ دوست محمد۔ سیٹھ محمد اسحاق محمد شریف۔ اللہ تعالیٰ استقامت بخشے۔ خاکسار مرزا فضل الٰہی۔

ضروری اعلان

ایک نوجوان بنام دوست محمد ولد حافظ خدا بخش منیر ساکن چنیوٹ اپنے آپ کو چمڑے کے کام میں ماہر ظاہر کرتا ہے۔ اور یہ کہکر کہ اس کے والدین نے اس کو محض احمدیت کی وجہ سے عاق کر دیا ہے۔ امداد کا طالب ہوتا ہے۔ احباب اس سے خبردار رہیں۔ کیونکہ وہ مجھے نقصان پہونچا چکا ہے۔ خاکسار عبد الرزاق کراچی۔

سپاس تعزیت

میرے عزیز بچوں برخوردار عزیز الدین اور جمیل الدین کی وفات پر احباب جماعت نے جس کثرت اور دلی خلوص سے میرے اس صدمہ میں شرکت فرمائی ہے۔ اور جس ہمدردی اور اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھایا ہے۔ وہ اسی کا حصہ ہے۔ میں ایسے سب حضرات کا جو بذریعہ تار و خطوط میرے شریک غم ہوئے ہیں۔ تہ دل سے مشکور ہوں۔ اور دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ خاکسار محمد مظفر الدین (پشاور چھاؤنی)

دُعائے مغفرت

میری بیوی یکم جنوری ۱۹۳۳ء کو فوت ہوگئی۔ دعائے مغفرت کی جائے۔ خاکسار شیخ عبد العزیز۔ اوکاڑہ

برما میں تبلیغ احمدیت

رنگون سے سید عبد اللطیف صاحب لکھتے ہیں۔ کاروباری سلسلہ میں میں نے قریباً تمام برما کا دورہ کیا۔ اور ہر جگہ احمدیت کی کھول کھول کر تبلیغ کی۔ دو جگہ نہایت کامیاب مناظرے ہوئے کلوشان سٹیٹ میں تین روز تک حیات مسیح۔ صداقت مسیح موعودؑ اور ارکان نبوت کے موضوعات پر مقامی سکول کے وسیع ہال میں بہت سے معززین کی موجودگی میں مناظرے ہوتے رہے۔ غیر احمدی ہر روز ایک نیا مولوی میدان میں لاتے۔ مگر خدا تعالےٰ کے فضل سے سب کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہوئی۔ دوسرا مناظرہ گموئی میں ہوا مد مقابل ایک اہلحدیث مولوی عبد الرزاق صاحب تھے۔ تین گھنٹہ تک متواتر وفات مسیح۔ اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موضوع زیر بحث رہے۔ آخر مولوی صاحب نے اپنے عجز کا تحریری اقرار کیا۔ یہ تحریر ہمارے پاس موجود ہے۔ تیسرا مناظرہ انا جاؤں میں ایک مولوی صاحب سے ہوا۔ جنہوں نے احمدیوں کو چیلنج دیا تھا۔ وہاں سے مستری شرف دین صاحب نے مجھے بذریعہ تار بلایا۔ جب میں پہونچا۔ تو مخالف مولوی صاحب نے وفات مسیح پر گفتگو کرنے سے انکار کر دیا۔ اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مناظرہ شروع ہوا۔ جس میں خدا کے فضل سے پوری کامیابی حاصل ہوئی۔ غیر احمدیوں نے جن کی بہت کثرت تھی۔ اپنے مولوی صاحب کی ناکامی دیکھ کر احمدیوں کو گالیاں دینی اور پتھر مارنا شروع کر دیا۔ اس کا بھی شریف لوگوں پر ہمارے حق میں اچھا اثر ہوا۔ چوتھا مناظرہ پھر گموئی میں ایک بہائی سے طے پایا۔ جس کی تجویز تھی۔ کہ حضرت مرزا صاحب اور بہاء اللہ کے دعوےٰ ماموریت پر قرآن و حدیث کے رُو سے بحث کی جائے۔ مگر میں نے حاضرین کو بتایا۔ کہ بہاء اللہ نے ماموریت کا دعوےٰ کیا ہی نہیں۔ وہ تو خدائی کا مُدعی ہے۔ نیز اسلامی شریعت کو منسوخ قرار دے کر اس کی جگہ اپنی نئی شریعت پیش کرتا ہے پس بحث اس امر پر ہونی چاہیئے۔ کہ قرآن کریم کے بعد کسی نئی شریعت کی ضرورت ہے یا نہیں۔ میری ان باتوں سے بہائی کی منافقت کا پردہ چاک ہوگیا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا۔ کہ کیا تم واقعی قرآن کو منسوخ سمجھتے ہو۔ اس نے اقرار کیا۔ لیکن کہا۔ میں اس موضوع پر بحث نہیں کرونگا۔

یہاں کے تعلیم یافتہ طبقہ کی رائے ہماری جماعت کے متعلق نہایت عمدہ ہے۔ اور وہ ہمارے کام کو بہت سراہتے ہیں۔ اور اپنے مولویوں سے سخت بیزار ہیں۔ ٹیچنگز آف اسلام کا ترجمہ برمی زبان میں شائع ہونے والا ہے۔ اس سے امید ہے تبلیغ میں بہت فائدہ حاصل ہوگا۔ انشاء اللہ۔

سفر حج کے متعلق مفید معلومات

حسب معمول اب کے پھر نارتھ ویسٹرن ریلوے کے صیغہ پبلسٹی نے اردو میں مندرجہ بالا نام سے ایک ٹریکٹ شائع کرکے حج پر جانے والے اصحاب کے لئے سفر کے متعلق مفید۔ اور ضروری معلومات بہم پہونچائے ہیں۔ مثلاً اس میں پنجاب کے بڑے بڑے مقامات سے کراچی بندرگاہ تک کا کرایہ اور اسباب کے محصول کی شرح درج کر دی گئی ہے۔ کراچی اور بمبئی میں حاجیوں کو سفر کے متعلق جو کچھ کرنا پڑتا۔ اور جن چیزوں کی ضرورت پیش آتی ہے وہ سب لکھدی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں پاسپورٹ۔ چیچک کے ٹیکہ۔ جہاز کے ٹکٹ۔ حجاج کے کیمپ وغیرہ کے متعلق ضروری معلومات درج کی گئی ہیں۔ پھر جہاز کے سفر اور جدہ و مکہ کے درمیانی سفر حجاز میں قیام کے متعلق بھی ضروری باتیں بیان کی گئی ہیں۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ رسالہ حج کے لئے جانے والے اصحاب کا بہت مفید۔ اور فائدہ رساں رفیق ثابت ہوسکتا ہے۔ ہر ایک حاجی کو اسے اپنے سفر کی ایک نہایت ضروری چیز سمجھنا چاہیئے جو ایجنٹ صاحب نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور سے درخواست کرنے پر [illegible] سکتی ہے۔

سب انسپکٹر ان بڈھلاڈا کی تبدیلی کا مطالبہ

عطاء محمد صاحب بڈھلاڈا سے بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں جب مقدمہ کے متعلق کچھ دریافت کرنے کے لئے مسلمان تھانہ میں جاتے ہیں تو سب انسپکٹر ان سے نہایت سختی سے پیش آتے ہیں۔ لہذا مسلمانان بڈھلاڈا درخواست کرتے ہیں۔ کہ ان انسپکٹر ان کو تبدیل کر دیا جائے۔ نیز۔۔۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۸۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ جنوری سنہ ۱۹۳۳ء | جلد ۲۰

جلسہ سالانہ ۱۹۳۲ء کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر

اہم و ضروری امور کے متعلق ارشادات

۷

سلسلہ کی مذہبی ضروریات

اب میں مذہبی ضروریات کو لیتا ہوں۔ یہ ضرورتیں دو قسم کی ہیں۔ اول بلاواسطہ اثر ڈالنے والی اور دوم بالواسطہ اثر ڈالنے والی ؛

انگلستان میں تبلیغ اسلام کے اثرات

ابھی چند دن ہوئے۔ میں لاہور گیا۔ تو مسلمانوں کے ایک لیڈر مجھ سے ملنے آئے۔ عبداللہ یوسف علی صاحب ان کا نام ہے۔ بہت قابل اور سمجھ دار آدمی ہیں۔ مسلمانوں میں جو اعلیٰ طبقہ ہے۔ اس سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ میں انگلستان میں رہتا ہوں۔ آپ کے مشن میں بھی جاتا ہوں۔ میں یہ مانتا ہوں کہ آپ کے مشن کے ذریعہ کچھ لوگ مسلمان ہوئے ہیں۔ مگر وہ بہت غریب طبقہ کے ہیں۔ کیا آپ امید رکھتے ہیں۔ کہ ان کے ذریعہ یورپ کو مسلمان کر لیں گے۔ میں نے کہا۔ ہاں میں مانتا ہوں۔ کہ نومسلم غریب طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ پھر آپ اس مشن پر اتنا روپیہ کیوں صرف کرتے ہیں۔ میں نے کہا۔ اس لئے کہ جب ہم ہندوستان میں تبلیغ اسلام کرتے ہیں۔ تو لوگ کہتے ہیں۔ مذہب کو کیا لئے پھرتے ہو۔ یورپ کے فلسفہ نے مذہب کو مٹا دیا ہے۔ لیکن جب کوئی انگریز مسلمان ہوتا ہے۔ اور ہندوستان میں اس کا اعلان ہوتا ہے۔ تو وہ لوگ جو اہل یورپ کی تقلید میں مذہب کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتے۔ انہیں خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ ہمیں بھی مذہب کے متعلق غور کرنا چاہیئے۔ اس پر کہنے لگے۔ میں سمجھ گیا۔ آپ اس مشن سے بلاواسطہ فائدہ اٹھاتے ہیں ؛

ہر احمدی کو ڈاڑھی رکھنی چاہیئے۔

غرض بعض باتیں بلاواسطہ فائدہ دیتی ہیں۔ انہی میں سے ایک ڈاڑھی رکھنا ہے۔ ایک صاحب میرے پاس آئے۔ اور آکر کہنے لگے کیا ڈاڑھی رکھنے سے خدا ملتا ہے۔ میں نے کہا۔ ڈاڑھی رکھنے سے نہیں۔ مگر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرنے سے خدا ملتا ہے۔ آپ نے چونکہ ڈاڑھی رکھی۔ اس لئے ہمیں بھی آپ کی تقلید میں ڈاڑھی رکھنی چاہیئے ؛

ہم نے حکم دیا تھا۔ کہ ایسے لوگ سلسلہ کے کاموں میں افسر نہ بنائے جائیں گے۔ جو ڈاڑھی منڈائیں۔ اور فیصلہ کیا تھا۔ کہ امپیریل سروس وغیرہ میں جہاں ڈاڑھی منڈانے کی مجبوری ہو۔ وہاں بھی ہم اجازت نہیں دیں گے۔ کیونکہ ہم شریعت بدل نہیں سکتے۔ ہاں اتنا کریں گے۔ کہ ان کو عہدہ سے محروم نہ کریں گے۔ مگر اس پر پوری طرح عمل نہیں کیا جا رہا۔ اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ بعض مخلص نوجوانوں نے بھی ڈاڑھی منڈانی شروع کر دی ہے۔ ڈاڑھی رکھنا ایک ضروری امر ہے۔ اور ہر احمدی کو اس کا احترام کرنا چاہیئے ؛

اوہام کا مقابلہ کیا جائے۔

دوسری ضروری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں۔ یہ ہے۔ کہ اوہام کا مقابلہ کیا جائے۔ نبی اس لئے آتے ہیں۔ کہ دنیا سے اوہام باطلہ مٹائیں۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں پائے جاتے ہیں۔ کل ہی ایک سوال پیش کیا گیا۔ کہ جماعت میں ایسے لوگ ہیں۔ جو تعویذ اور ٹونے کرتے ہیں۔ کیا یہ جائز ہے۔ میرے نزدیک یہ نہایت ہی کمزوری ایمان کی علامت ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ایک تعویذ دیا تھا۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ دیا تھا۔ مگر وہ واقعہ یہ ہے۔ کہ خلیفہ نورالدین صاحب جموں والے کے ہاں کوئی لڑکا نہ تھا۔ انہوں نے مجھے کہا کہ میں حضرت صاحب سے ان کو تعویذ لے دوں۔ میری اس وقت بہت چھوٹی عمر تھی۔ میں حضرت صاحب کے پیچھے پڑ گیا۔ آپ نے دعا لکھ کر دی۔ جو میں نے خلیفہ صاحب کو دے دی۔ وہ دعا قبول ہو گئی۔ اور خلیفہ صاحب کو خدا تعالیٰ نے نرینہ اولاد دی۔ دراصل وہ دعا جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھی۔ اسی وقت قبول ہو چکی تھی۔ آگے اس تعویذ کو باندھنا خلیفہ صاحب کا کام تھا۔ اس کو دعا کی قبولیت سے کوئی تعلق نہ تھا۔

پس لوگوں کا یہ خیال کرنا۔ کہ اگر دعا کو لکھ لیا جائے۔ اور لٹکا دیا جائے۔ تب وہ قبول ہوتی ہے۔ بے ہودہ وہم پیدا کرتا اور ذکر الٰہی کرنے کی جڑ کاٹتا ہے۔ دعا لکھنا تو منع نہیں۔ لیکن جس کی دعا میں یہ اثر نہیں۔ کہ ایک سیکنڈ میں قبول ہو۔ اس سے دعا لکھا کر یہ سمجھنا۔ کہ اب ہم دعا کرنے سے فارغ ہو گئے۔ بہت بڑی غلطی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے محروم کر دینے والی بات ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو مثال پیش کی جاتی ہے۔ اس کے متعلق یہ بھی مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ شان تھی۔ کہ خدا تعالیٰ آپ کی دعا ایک سیکنڈ میں قبول کرے۔ مگر آپ نے بھی اپنے طور پر کبھی دعا لکھ کر نہ دی۔ تا کہ غلط مثال نہ قائم ہو جائے۔ بلکہ میرے اصرار پر ایک بار لکھی۔

دراصل تعویذ ایک قسم کا شیال یونیزم ہے۔ اور اگر دعا لے۔ تو دعا لکھوا کر یہ سمجھ لیا۔ کہ اب ہم فارغ ہو گئے۔ دعا کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ ایک بے ہودہ بات ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تو خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا۔ اجیب کل دعائك الّا فی شرکائك۔ اور خلیفہ نورالدین صاحب آپ کے شرکا میں سے نہ تھے۔ ان کے متعلق آپ نے جو دعا کی۔ وہ قبول ہو گئی۔ مگر یہ کسی اور کو تو نہیں کہا گیا۔ پھر وہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثال اپنے لئے قرار دے سکتا ہے۔ غور کرو۔ کیا وجہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عادتاً تعویذ نہ لکھا کرتے تھے۔ نہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کیا۔ نہ آپ کے خلفاء نے۔ پھر نہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے کیا۔ اور نہ میں کرتا ہوں۔ اگر کسی کو دعوےٰ ہے۔ کہ اس کا تعویذ لکھنا موثر ہو سکتا ہے۔ تو وہ آئے اور لکھے۔ میں اس کے مقابلہ میں صرف ہاتھ اٹھا دوں گا۔ اور خدا تعالیٰ اسی سے فضل کرے گا۔ دراصل دعا کی جڑ انکساری اور تذلل ہے۔ اور تعویذ اس کی جڑ کو کاٹ دیتا ہے۔ اگر کوئی بات پوری بھی ہو جائے تو تعویذ لکھنے لکھانے والے یہ نہیں کہیں گے۔ کہ خدا تعالیٰ نے دعا قبول کی۔ بلکہ یہی کہیں گے۔ کہ تعویذ کی برکت سے ایسا ہوا۔ اور یہ شرک ہے۔ خدا تعالیٰ نے جو تعویذ دیا ہے۔ اس پر کیوں عمل نہیں کیا جاتا۔

مفلوج ہر قسم کی تکلیف۔ بیماری وغیرہ کے وقت یہ پڑھا کرو۔ قل اعوذ برب الفلق من شر ما خلق ومن شر غاسق اذا وقب ومن شر النفثٰت فی العقد ومن شر حاسد اذا حسد۔ ایک دفعہ دعا کر کے یہ سمجھ لینا۔ کہ اس کا اثر ہوتا رہے گا۔ وہی بات ہے۔ جو ایک ہندو کے نہانے کے متعلق مشہور ہے۔ جس نے سردی کے موسم میں دریا سے واپس آتے ہوئے پنڈت سے یہ کہہ کر کہ "تورا اشنان سو مورا اشنان" سمجھ لیا تھا۔ کہ میرا بھی اشنان ہو گیا۔ تعویذ میں بھی یہی ہوتا ہے۔ کہ لکھا کر رکھ لیا۔ اور سمجھ لیا کہ اب دعا کرنے سے فراغت حاصل ہو گئی۔ اس قسم کی گندی باتوں کو مٹانا ہمارے فرائض میں داخل ہے۔ کیونکہ یہ اس ہمیشہ سپرٹ کو مٹانے والی ہوتی ہیں جسے پیدا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کے نبی آتے ہیں۔ اگر ان باتوں سے کوئی فائدہ ہوتا ہے تو وہم کی وجہ سے ہوتا ہے۔ مگر وہم کو ترقی دینا سخت نقصان رساں ہے۔

تبلیغ احمدیت

تیسری چیز جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وہ تبلیغ ہے۔ اس سال یوم التبلیغ کا اعلان کیا گیا تھا۔ یہ اتنا بابرکت ثابت ہوا ہے۔ کہ کئی لوگ جنہوں نے سالہا سال سے تبلیغ نہ کی تھی۔ انہوں نے بھی اس دن تبلیغ کی۔ ابھی چند دن ہوئے۔ ایک نواب صاحب آئے تھے۔ ان کے ساتھ ایک معزز صاحب تھے جنہوں نے بیعت کی۔ اور کہا یہ نواب صاحب کے یوم التبلیغ منانے کا نتیجہ ہے۔ دس بارہ سال سے ان سے میرا تعلق تھا لیکن کبھی انہوں نے تبلیغ نہ کی تھی۔ اس دن جو میں ان کے پاس گیا۔ تو کہا۔ آج ہمیں تبلیغ کرنے کا حکم ہے۔ اور خوب تبلیغ کی۔ اسی دن میں نے بیعت کر لی۔

اس دن ایسی مزید از تبلیغ ہوئی۔ کہ کئی دوستوں نے خواہش ظاہر کی ہے۔ کہ یہ دن بار بار آنا چاہئیے۔ میں ابھی ایسا تو نہیں کر سکتا۔ مگر اسی دن پر نہیں رہنا چاہئیے۔ بلکہ جب تک دوسری دفعہ یوم التبلیغ آئے۔ اپنے طور پر بھی تبلیغ کرتے رہنا چاہئیے۔ مگر یاد رکھنا چاہئیے۔ صرف منہ کی باتوں سے نہیں۔ بلکہ اپنے عمل سے بھی تبلیغ کرو۔ تبلیغ اپنے اعمال میں درستی بھی پیدا کرتی ہے۔ جب دوسروں کو انسان تبلیغ کرتا ہے۔ تو اسے اپنے متعلق شرم آجاتی ہے۔ کہ مجھے بھی اصلاح کرنی چاہئیے۔ پس تبلیغ کرنا نہ صرف جماعت کی ترقی کا موجب ہے۔ بلکہ اپنی اصلاح کا بھی موجب ہے۔

عبادات

چوتھی بات جس کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وہ عبادات ہیں۔ عبادات انسان کا خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرتی ہے۔ خدا کے فضل سے جماعت کی اس طرف توجہ ہے۔ مگر پھر بھی دیکھا جاتا ہے کہ بعض لوگوں میں کمزوری ہے۔ ایک احمدی کا بھی نماز نہ پڑھنا۔ یا نماز پڑھنے میں سستی کرنا میرے نزدیک قومی ہلاکت کے مترادف ہے۔ ہر ایک احمدی کو نہ صرف نماز کا بلکہ باجماعت نماز کا خیال رکھنا چاہئیے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باجماعت نماز کا بہت زیادہ ثواب بتایا ہے۔ ہر احمدی کو چاہئیے۔ کہ نماز کی پابندی کرے اور کرائے اور بھی عبادات ہیں۔ مثلاً رمضان کے روزے ہیں۔ ذکر الٰہی بھی بہت ضروری اور مفید چیز ہے۔ ایک صحابی کہتے ہیں۔ ذکر الٰہی دل کو صیقل کرتا ہے۔ اس کی طرف ہماری جماعت کے لوگوں کی اتنی توجہ نہیں۔ جتنی ہونی چاہئیے۔

سلسلہ کا لٹریچر پڑھنے کی تاکید

مذہبی طور پر میں یہ کہنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ مذہبی روح کے لئے سلسلہ کا لٹریچر نہایت ضروری چیز ہے۔ مگر افسوس کہ جماعت کی عدم توجہی کی وجہ سے لٹریچر اتنا شائع نہیں ہوتا۔ جتنا ہونا چاہئیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کئی کتابیں ایسی ہیں کہ جن کے اس وقت تک صرف ایک ایک دو دو ایڈیشن شائع ہوئے ہیں۔ یہ خطرناک علامت ہے۔ دوستوں کو چاہئیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب خصوصیت سے زیادہ پڑھا کریں۔ اور کثرت سے اپنے گھروں میں رکھیں۔ یہ ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے نہایت قیمتی خزانہ ہے۔ پھر سلسلہ کے اخبارات بھی خریدنے چاہئیں۔ الفضل کی پندرہ سال قبل جتنی اشاعت تھی۔ اتنی ہی اب بھی ہے حالانکہ پچھلے دس سال کے متعلق ہمارا اندازہ نہیں۔ بلکہ گورنمنٹ کی رپورٹ کہتی ہے۔ کہ جماعت دوگنی ہو گئی ہے۔ مگر الفضل کی اشاعت اتنی ہی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جماعت نے الفضل کے متعلق اپنی ذمہ داری کو محسوس نہیں کیا۔ مذہب کو قائم رکھنے کے لئے مذہبی روح کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب۔ اور سلسلہ کے لٹریچر سے پیدا ہو سکتی ہے۔ احباب اسے پڑھا کریں۔

اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔ اور اپنی ذمہ داری کو سمجھنے کی توفیق دے۔ (تقریر ختم)

مسلمانان الور کے خلاف ہندوؤں کی خوفناک سازش

جس طرح کشمیر میں متعصب اور تشدد پسند حکام نے بے کس اور بے بس مسلمانوں کی شکایات سننے اور ان کے ساتھ انصاف کرنے کی بجائے ان پر ظلم و ستم شروع کر دیا تھا۔ اور اس طرح ریاست کو سخت خطرات میں ڈال دیا تھا۔ اسی طرح الور میں ہو رہا ہے۔ ایک عرصہ سے مسلمان اپنی تباہی و بربادی کی طرف ریاست کو توجہ دلا رہے تھے لیکن جب انہوں نے انصاف کی بجائے طاقت کو کارفرما دیکھا۔ طرح طرح کے مظالم کا شکار بنائے جانے لگے تو بیچارے اپنے آبائی وطن اور گھر بار چھوڑ کر غریب الوطنی کی روح فرسا مصائب جھیلنے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ چنانچہ ہزاروں لوگ ریاست سے نکل کر سرکاری علاقہ میں آ گئے۔ لیکن متعصب ریاستی حکام اور ہندوؤں کے دل اس پر بھی نہ پسیجے۔ آخر مسلمانوں پر خواہ مخواہ لوٹ مار کرنے کا الزام لگا کر اور بغاوت کا مجرم بنا کر گولیاں برساتے ہوئے تشدد کا انتہائی مظاہرہ شروع کر دیا گیا۔ دراصل اس کی تہ میں وہی سازش کام کر رہی ہے۔ جو مسلمانان ریاست الور کو پیس دینے کے لئے ریاستی ہندوؤں اور ریاستی حکام نے کر رکھی ہے۔ اور اس وجہ سے کر رکھی ہے۔ کہ کسی وقت انہیں مہاراجہ صاحب الور کی توجہ اپنی مسلمان رعایا کی طرف مبذول ہونے کا شبہ پیدا ہوا۔ اسی وقت سے وہ یہ کوشش کر رہے ہیں۔ کہ مہاراجہ صاحب کو اپنی مسلمان رعایا سے کلیتہً بدظن کر سکے۔ اور مسلمانوں کو مہاراجہ صاحب کی نظر میں ریاست کے دشمن اور باغی ٹھیرا کر تباہ کر دیں۔ پیش آمدہ حالات سے ظاہر ہے۔ کہ ان کی یہ سازش پایۂ تکمیل کو پہونچ چکی ہے اور اخبار "پرتاپ" (۱۲۔ جنوری) نے تو ایک رنگ میں اس پر سے پردہ بھی اٹھا دیا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے:۔

"کشمیر اور الور دونوں کے راجہ مسلم نواز ہیں۔ ان کی کوشش یہ رہی ہے۔ کہ مسلم رعایا کے ساتھ مراعات کر کے اسے اپنے ساتھ رکھیں۔ مراعات کرنے میں وہ اتنے دور نکل گئے ہیں۔ کہ ہندو رعایا کو ان سے وجہ شکایت پیدا ہو گئی۔ ہندو نہ مہاراجہ کشمیر سے خوش تھے اور نہ وہ الور کے مہاراجہ سے خوش ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ گو انہوں نے ایک اصول کی بناء پر مسلمانوں کی مخالفت کی لیکن دل سے وہ اپنے راجاؤں کے ساتھ نہ تھے"۔

مطلب صاف ہے۔ کہ ہندوؤں نے مہاراجہ الور کو مسلمانوں پر مراعات کرنے کا مجرم قرار دے کر ایسے حالات پیدا کر دیئے ہیں۔ جن میں مسلمانوں کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ کیا مسلمان اپنے ان مظلوم بھائیوں کے لئے کچھ نہ کریں گے:۔

گاندھی جی کی فاقہ کشی اور حکومت

ہم نے ایک مختصر سے نوٹ میں بتایا تھا۔ کہ گاندھی جی نے گورو وایور مندر کا دروازہ اچھوتوں پر کھلوانے کے لئے جس فاقہ کشی کی دھمکی دی تھی۔ اس سے راسخ الاعتقاد ہندوؤں کے مقابلہ سے ڈر کر دست بردار ہو گئے۔ اور اس طرح اپنی شکست کا اعتراف کر لیا۔ "ملاپ" [illegible] اس شکست کو فتح میں بدلنے کی کوشش کرتا ہوا لکھتا ہے۔ "مہاتما جی نے اپنا برت ترک نہیں کیا۔ بلکہ ملتوی کیا ہے"۔ کیوں اس لئے "کہ" مدراس کونسل اور اسمبلی میں بل پیش کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے"۔

اگر برت اسی وجہ سے ملتوی کیا گیا ہے۔ تو مطلب یہ ہوا۔ کہ اگر وائسرائے ہند یہ بل پیش کرنے کی اجازت نہ دے سکے۔ تو گاندھی جی حکومت کے سر پڑھ کر مرنے کی دھمکی دینگے۔ چنانچہ مسٹر سی راجگوپال آچاریہ جنہوں نے گاندھی جی کو ۲۔ جنوری کا برت ملتوی کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ اعلان کر دیا ہے۔ کہ اگر گورنر جنرل نے منظوری نہ دی۔ تو گاندھی جی برت شروع کر دیں گے۔ پہلی دفعہ چونکہ حکومت نے گاندھی جی کا برت کھلوانے میں بہت سرگرمی سے کام لیا تھا۔ اس لئے وہ برت جو ہندوؤں کے مقابلہ میں رکھنے کا اعلان کیا گیا۔ وہ بھی ہندوؤں کی سردھڑی کے باعث حکومت کے ہی سر تھوپا جائیگا۔ اب یہ دیکھنا باعث دلچسپی ہوگا۔ کہ اگر یہی صورت پیش آئی۔ تو حکومت کیا رویہ اختیار کرتی ہے:۔

فسادات الور میں مسلمانوں کی تباہی

الور کے مسلمانوں پر اس وقت ریاست کی افواج کی صورت میں تباہی و بربادی اور ہلاکت نازل ہو رہی ہے۔ لیکن اس کے لئے اس وقت تک مسلمانوں کی طرف سے کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا گیا جو کسی صورت میں اصل حالات اور واقعات کو پبلک کے سامنے لا سکے۔ تاکہ ان طاقتوں کو جو مسلمانوں کو اس علاقہ میں کچلنے کا تہیہ کر چکی ہیں۔ کم از کم رائے عامہ کے خوف سے کسی قدر عقل و دانش سے کام لینے کا خیال پیدا ہو۔

یہ یقینی امر ہے۔ اور تمام رپورٹیں جو شایع ہو رہی ہیں۔ ان سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ میو قوم نے ریاست کے خلاف بغاوت نہیں کی۔ بلکہ ریاست کی طرف سے جو بات بطور عذر کے پیش کی جاتی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ انفرادی طور پر ہندوؤں پر اس لئے حملے کئے جا رہے ہیں۔ کہ ہندو لوگ ایجیٹیشن میں حصہ نہیں لیتے۔ اور نہ قومی کام کے لئے چندہ دیتے ہیں۔ میو پر یہ ایسا الزام ہے۔ کہ جو جس وقت، اور جس قدم پر چاہو۔ آسانی سے لگایا جا سکتا ہے۔ چند ہندو دیہاتی دوکانداروں اور ساہوکاروں سے مشترکہ بات درج کرا کر جس وقت اور جب چاہیں ایک حصہ قوم کو تباہ و برباد کیا جا سکتا ہے۔ میوات سے آمدہ خبروں کو جو لوگ غور سے پڑھتے رہے ہیں۔ وہ اس بات کو اچھی طرح سے سمجھ سکتے ہیں۔ کہ موجودہ حالات خود ریاست اور راجہ کی طرف سے پیدا کئے گئے ہیں۔ ابتداء میں جو خبریں میوات کے علاقہ سے شایع ہوئیں۔ ان میں یہ درج تھا۔ کہ دیہاتوں میں ہندو کاشتکار اور مسلمان کاشتکار مل کر لگان کی زیادتی کے متعلق ایجیٹیشن کر رہے ہیں۔ اور یہ کہ دربار الور اس طرف مائل ہے۔ کہ لگان میں تخفیف کر کے رعایا کی شکایت کو دور کر دے۔ لیکن ان خبروں کے معاً بعد ایک دربار منعقد کیا جاتا ہے۔ جس میں رعایا کو تباہی اور بربادی کی دھمکی دی جاتی ہے۔ اور ساتھ ہی نام نہاد انجمن اتحاد الٰہ آباد جو ایک خالص ہندو کانگرسی جماعت تھی۔ پر راجہ صاحب کی طرف سے بذریعہ تار خوشنودی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ یہ اور اس قسم کی دیگر حرکات سے دربار الور کا منشا یہ تھا کہ ہندو ایجیٹیٹروں کو اس بات سے خوش کر لیا جائے۔ کہ دربار الور کانگرس کا مددگار ہے۔ اور اس طرح سے ان کو مسلمانوں سے توڑ لیا جائے۔ چنانچہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عمال ریاست کا یہ جادو کارگر ثابت ہوا۔ اور اپنی رعایا کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے میں ریاست کامیاب ہو گئی۔ اور اب بے سر و سامان علاقوں پر صرف اس خیالی جرم پر ظلم روا رکھا گیا ہے۔ کہ انہوں نے محض ہندوؤں سے چندہ طلب کیا۔ اور چندہ دینے سے انکار کرنے پر ان کو دھمکی دی ہے۔ یا لوٹا ہے۔ جبکہ راجپوتانہ میں ہندوؤں کی کثرت ہے۔ اور ہندو مسلمانوں کی نسبت ہتھیار بھی زیادہ رکھتے ہیں۔ تو یہ بات کسی طرح بھی مانی نہیں جا سکتی۔ کہ مسلمانوں نے عام طور پر ہندوؤں پر دھاوا بول کر ان کو ایسے رنگ میں لوٹنا شروع کر دیا۔ کہ جس سے افواج ریاست کو مداخلت کی ضرورت پیش آئی۔ یہ محض ایک بہانہ ہے۔ جس سے ناجائز طور پر فائدہ اٹھا کر مسلمانوں کی تباہی اور ہلاکت کی بنیاد رکھی گئی ہے۔

گورنمنٹ کی طرف سے حکم ہے۔ کہ جب کوئی شخص عدالت میں حاضر ہو۔ تو اس پر وارنٹ گرفتاری جاری نہیں ہو سکتا۔ لیکن عمال الور نے مسلمانوں کی تباہی کی سکیم کو مکمل کرنے اور ان کو بھڑکانے کے لئے ایسے مقام پر جو مسلمانوں کے لئے مقدس ہے یعنی مسجد اور ایسے وقت میں بعض مسلمانوں کو گرفتار کیا جاتا ہے جب کثرت سے ہر ایک قسم کے لوگ جمع ہوں۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ عمال ریاست کا دلی منشا یہی تھا۔ کہ مسلمانوں کی طرف سے مزاحمت ہو۔ اور اس سے ان کو نہتے مسلمانوں پر فائر کرنے کا موقعہ مل جائے۔

ایسے اژدہام میں جیسا کہ جمعہ کی نماز کے وقت ایک قصباتی مسجد میں عام طور پر ہوتا ہے۔ اور ارد گرد کے علاقہ اور گاؤں کے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ اگر پولیس یا حکام دفعۃً مسجد میں مداخلت کریں۔ یا نمازیوں کو گرفتار کرنا شروع کر دیں۔ اور ایسے موقع پر اگر بلوا بھی ہو۔ تو اس کی ذمہ داری ان عمال پر ہو گی۔ کیونکہ عام لوگوں کو گزشتہ واقعات کا عام طور پر علم بھی نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی لیڈروں کی طرف سے ان کی تربیت ہو چکی ہوتی ہے۔ کہ وہ اشتعال انگیز حرکات کو برداشت کر سکیں۔ میو قوم کے مظلوم لوگوں کو گولیوں کا نشانہ بنانے کے لئے جو مقام سب سے پہلے الوری فوجیوں نے منتخب کیا۔ اس کا نام گوبند گڑھ ہے۔ جہاں میو قوم کے مظلوم مسلمان نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے جمع ہوئے تھے۔ ادائے نماز کے بعد جب مسلمان مسجد سے باہر نکل رہے تھے۔ تو انہوں نے دیکھا۔ کہ مسلح سپاہی کھڑے ہیں۔ جنہوں نے امام سمیت میو قوم کے بعض معزز افراد کو گرفتار کر لیا۔ ان کو جب لاریوں میں بٹھا کر لے جانے لگے۔ تو مجمع نے ان کی گرفتاری کی وجہ دریافت کرتے ہوئے لاریوں کو روکنا چاہا۔ اس پر بے تحاشا گولیاں چلا دی گئیں۔ جن سے کثیر التعداد مسلمان قتل اور زخمی کر دیئے گئے مسلمانوں کے اس مجمع کے پر امن ہونے کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ اس موقعہ پر زخمی ہونے والے ایک ہندو مہاجن نے جس کا نام چرنجی لال ہے۔ سول کے نامہ نگار خصوصی سے بیان کیا۔ کہ میں نے مسجد کے پاس ایک بڑا مجمع دیکھا۔ جو جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے جمع تھا۔ وہاں کچھ سپاہی بھی تھے۔ گولیوں کی آواز سن کر میں ڈر گیا۔ میں نے دیکھا۔ کہ میو قوم کے کچھ افراد زخمی ہو کر گر پڑے۔ میں اپنے بچاؤ کے لئے بھاگ کر ایک درخت کے پیچھے چھپ گیا۔ لیکن وہاں بھی گولی لگی۔ وہاں سے بھاگ کر میں نسواری پہنچا۔ اور پھر علاج کے لئے فیروزپور جھرکہ آ گیا۔

ان حالات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ریاست کے غیر مآل اندیش حکام نے بلا وجہ میو قوم کے مسلمانوں کو اشتعال دلا کر ایسی صورت پیدا کی۔ کہ وہ نہتے اور بے کس مسلمانوں پر گولیاں چلا سکیں اور اس طرح ان دھمکیوں کو پورا کر دکھائیں۔ جو کچھ عرصہ سے مسلمانان الور کو دی جا رہی تھیں۔ الوری حکام نے اس ظالمانہ اقدام کے بعد قریباً تمام ریاست میں مسلمانوں کو خوفزدہ کرنے اور مظالم کا شکار بنانے کی وسیع جد و جہد شروع کر دی ہے۔ چونکہ حالات نہایت ہی خطرناک حد تک پہنچ چکے ہیں۔ اس لئے انگریزی فوجیں ریاست میں داخل ہو چکی ہیں۔ ریاستی افواج کی کمانڈ بھی انگریز افسروں نے اپنے ہاتھ میں لے لی ہے۔ چونکہ یہ صورت حالات حکام ریاست کے حد سے بڑھے ہوئے جبر و تشدد اور مفلوک الحال رعایا کے جائز مطالبات سے ظالمانہ بے توجہی کے نتیجہ میں پیدا ہوئی ہے۔ اس لئے بالفاظ "ڈیلی ہیرلڈ" گورنمنٹ کی مداخلت کا مدعا یہ ہونا چاہیئے۔ کہ عوام کی والئے ریاست کے ہاتھوں سے حفاظت کی جائے۔ نہ کہ والئے ریاست کی عوام کے ہاتھوں سے۔ انگریزی افواج کے ریاست میں داخل ہونے کے معاً بعد انہی ہندو اخبارات میں جو مسلمانان الور کو خطرناک باغی قرار دے کر عرصہ سے ان کو کچل دینے کا مطالبہ مہاراجہ الور سے کر رہے تھے۔ الور سے آمدہ یہ خبریں شایع کر رہے ہیں۔ کہ "انگریزی فوجوں کی آمد سے بغاوت شدہ رقبہ میں صورت حالات بہت بہتر ہو گئی ہے۔ فوج کے ساتھ تصادم کی کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی"۔ اس سے بھی ظاہر ہے۔ کہ ریاستی فوج نے نہتے مسلمانوں کے ساتھ محض ان کو گولیوں کا نشانہ بنانے کے لئے دیدہ دانستہ تصادم پیدا کیا۔ امید ہے۔ انگریزی فوج کی موجودگی میں اب ایسا کوئی موقعہ پیش نہ آئے گا۔ اور مظلوم مسلمان ریاستی فوجوں کے مظالم سے محفوظ رہیں گے۔

اسلام اور بالشوزم

جناب چودہری فتح محمد صاحب سیال ایم - اے ناظر اعلیٰ نے ۲۶ دسمبر جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حسب ذیل تقریر فرمائی

ایڈیٹر

مضمون کے اہم پہلو

میرا مضمون اس وقت "اسلام اور بالشوزم" پر ہے اس کے ماتحت پروگرام میں جو سرخیاں دی گئی ہیں۔ ان کے رو سے مجھے کہا گیا ہے۔ کہ میں سارے مضمون پر اظہار خیال نہ کروں بلکہ صرف یہ بیان کروں۔ کہ بالشوزم کی تعریف کیا ہے۔ کب سے یہ تحریک شروع ہوئی۔ اس کے بواعث کیا ہیں۔ کس قسم کی سرمایہ داری بالشویک ازم پیدا کرتا ہے۔ اور اس کے مقابل پر اسلام کس قسم کی سرمایہ داری پیدا کرنا چاہتا ہے ؛

بالشویکوں کے حالات جاننے کی ضرورت

میں سب سے پہلے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ یہ مضمون ہندوستان اور بالخصوص جماعت احمدیہ کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اور ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم اس تحریک کا مطالعہ کریں۔ کیونکہ بالشویک روس میں پائے جاتے ہیں۔ اور روس ہمارا ہمسایہ ہے اس کی سرحد ہندوستان سے ملتی ہے۔ پھر جس طرح ہندوستان ایک بہت بڑا ملک ہے۔ اسی طرح روس بھی ایک بڑا ملک ہے روس کی آبادی ۱۴ کروڑ افراد پر مشتمل ہے۔ اور ہندوستان کی آبادی ۳۵، ۳۶ کروڑ۔ پھر احمدی جماعت سے روس کا اس لحاظ سے خاص تعلق ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض پیشگوئیاں روس کے متعلق ہیں۔ ایک اور بات یہ ہے۔ کہ بالشویک ایک نظام میں منسلک ہیں۔ یعنی بالشویکوں کا اصل ہے۔ کہ تمام ممبر راہنماؤں کی ہر بات میں اطاعت کرنے کے لئے تیار رہیں گے۔ گویا وہ منظم جماعت ہے۔ اور ایک شخص کی اطاعت کرنے میں ہماری جماعت سے مشابہت رکھتی ہے۔ لیکن چونکہ وہ ایسے کمیونسٹ ہیں۔ کہ بزور اپنے عقائد دنیا میں رائج کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اس لئے ہماری جماعت سے اس لحاظ سے ان کا بہت بڑا مقابلہ بھی ہے۔ کیونکہ ہمارا یہ عقیدہ ہے۔ کہ۔ ہم امن عقل اور انسانی خدمت کے ساتھ اپنے عقائد پھیلانے چاہئیں لیکن ان کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ ہم میلی ٹنٹ ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم زور سے اپنے خیالات دنیا سے منوائیں گے۔ اس کے علاوہ بالشویکوں کا پہلا عقیدہ یہ ہے۔ کہ دنیا کا کوئی خدا نہیں۔ گویا وہ ایک دہریہ پارٹی ہے۔ جو بر ملا حکومت کر رہی ہے۔ پہلی دہریہ سوسائٹیوں کو کبھی اقتدار حاصل نہیں ہوا۔ مگر یہ کھلم کھلا ہستی باری تعالیٰ کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ دنیا کے بادشاہوں نے عوام کو دھوکہ دینے کے لئے خدا کا نام رکھا ہے۔ جس سے اصل منشاء ان کا یہ ہے۔ کہ لوگ اس عقیدہ کے ماتحت ڈرتے رہیں۔ اور بادشاہوں کے خلاف بغاوت نہ کریں۔ اس کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ ایک ایسی جماعت ہے۔ جو اعلان کرتی ہے۔ کہ ہم باری تعالےٰ کی ہستی صرف علمی اور عقلی رنگ میں ہی ثابت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ بانی سلسلہ احمدیہ نے عملی رنگ میں بذریعہ معجزات و آیات ثابت کر دیا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی ہستی واقع میں موجود ہے۔ ان حالات میں ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس تحریک سے واقفیت حاصل کرنا احمدیوں کے لئے کسقدر ضروری ہے ؛

کمیونسٹوں کا بنیادی اصل

علم اقتصادیات پر جن لوگوں نے غور کیا ہے۔ ان کا اصل جس پر وہ اپنے تمام علم کی بنیاد رکھتے ہیں۔ یہ ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں انسانی سوسائٹی اور تمدن کی بہبودی کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہر انسان میں ضروری اشیاء پیدا کرنے کی لیاقت ہو۔ مثلاً کپڑا گیہوں اور آٹا وغیرہ پیدا کر سکے۔ یا سفر کے لئے گھوڑوں اور بیلوں کی ضرورت ہو۔ تو مہیا کر سکے۔ ہوا اور آگ سے کام لے سکے۔ غرض وہ تمام ایسی اشیاء پیدا کر سکے۔ جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ دولت پیدا کرنا اس کے اختیار میں ہو۔ یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ جس پر ان کا مدار ہے دوسری بات وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ اس ذریعہ سے جو دولت پیدا ہو۔ اس کی تقسیم جہاں تک ہو سکے مساوی ہو۔ مثلاً مکانات ہیں۔ لباس ہیں۔ زمینیں ہیں۔ کارخانے ہیں۔ دریا اور نہریں ہیں۔ ان تمام چیزوں کی تقسیم مساویانہ طور پر ہو۔ وہ کہتے ہیں۔ چونکہ قانون اور سوسائٹی کے سامنے سب انسان برابر ہیں۔ اس لئے دولت بھی مساوات کے ساتھ تقسیم ہونی چاہیئے۔ یہ خیالات پہلے یورپ میں موجزن ہوتے رہے۔ اور اس امر پر کتابیں بھی لکھی گئیں۔ کہ بنی نوع انسان کی بہبودی کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا وسائل اختیار کریں۔ کہ دولت مساوی تقسیم ہو۔ ان لوگوں کو سوشلسٹ یا کمیونسٹ کہتے ہیں۔

پارلیمنٹ کے ذریعہ قوانین کا نفاذ

میں نے ان تحریکوں کا مطالعہ کیا ہے۔ مگر مجھے ان دونوں میں فرق نظر نہیں آیا۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ان تحریکات کے نتیجہ میں جو پہلا دور شروع ہوا۔ اس وقت کے لوگوں کا خیال تھا۔ کہ پارلیمنٹوں کے ذریعہ ایسے قوانین بنائے جائیں۔ کہ ہر شخص اتنا کام کرے۔ جتنا وہ کر سکتا ہے۔ اور مزدوری ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق دی جائے۔ مثلاً ایک شخص دو من بوجھ اٹھا سکتا ہے۔ اور دوسرا تین من۔ تو ان دونوں کو اپنی طاقت کے مطابق بوجھ اٹھانا چاہیئے۔ اور جسکو جتنے خرچ کی ضرورت ہو۔ اتنا دے دینا چاہیئے۔ وہ کہتے ہیں۔ ایک مزدور کے ۲ بچے ہوں۔ اور دوسرے کے دس۔ تو ان حالات میں جس کے زیادہ بچے ہیں۔ اسے زیادہ مزدوری دی جائے۔ اور جس کے کم ہیں۔ اسے تھوڑی۔ اس قسم کے خیالات کے ماتحت انہوں نے بعض قانون منظور بھی کرائے مثلاً یہ کہ نو گھنٹوں سے زیادہ لوگ کارخانوں میں کام نہ کریں اور اسی کے ذیل میں اجرت کی حد بندی قائم کر دی گئی۔ اور کہا گیا کہ اجرت مقرر کر دی جائے۔ یعنی یہ کہ کم از کم اتنی دی جایا کرے گی زیادہ کی تعیین نہیں۔ یا مثلاً اس قسم کے قوانین پاس کئے گئے جن کے نتیجہ میں روپیہ لیا جائے اور زمینیں کسی کی شخصی جائداد نہ رہے بلکہ قوم کی جائداد سمجھی جائے۔ اس قسم کے قوانین کچھ عرصہ تک پاس ہوتے رہے۔ اور لوگوں کو ان پر عمل کرنے کے لئے مجبور کیا جاتا رہا

مارکس اور اینگل کی تعلیم

اس کے کچھ عرصہ بعد ایک شخص مارکس نامی پیدا ہوا یہ جرمن تھا۔ مگر نسلاً یہودی۔ دوسرا اینگل نامی شخص پیدا ہوا جو جرمن تھا۔ ان دونوں نے مل کر یہ اعلان کیا۔ کہ یہ جو کچھ قوانین اس کئے جا رہے ہیں۔ محض باتیں ہی ہیں۔ دولتمند کبھی غریبوں کو اپنی دولت نہیں دیں گے۔ ادنیٰ اور غریب لوگوں کو چاہیئے کہ وہ بغاوت کر کے حکومتوں کو اڑا دیں۔ اور جب امراء کا خاتمہ ہو جائے۔ تو پھر ایسے رنگ میں دنیا کے تمدن کو لے آئیں۔ کہ امیر اور غریبوں میں کچھ فرق نہ رہے۔ یہ پہلا شخص تھا جس نے کہا کہ کمیونسٹ لوگوں کو اپنے خیالات تلوار کے زور سے پھیلانے چاہئیں۔ اور امیروں کا تختہ الٹ دینا چاہیئے۔ ان کے مخالف سوشلسٹ تھے۔ مارکس نے کہا۔ کہ یہ لوگ ماہرین علم اقتصادیات ہونے کا دعویٰ تو کرتے ہیں۔ مگر ان کو ان باتوں سے کیا تعلق جب تک مزدور اپنے جتھہ کے ذریعہ سرمایہ داروں کو تباہ نہ کر دینگے اس وقت تک کامیابی حاصل نہیں ہوگی ؛

اعتدال پسند اور انتہا پسند

اس قسم کے خیالات روس میں بھی پیدا ہونے شروع ہوئے اور روس میں دو جماعتیں قائم ہو گئیں۔ ایک وہ لوگ جو اعتدال پسند کہلائے۔ یعنی وہ کہتے۔ کہ اس نظام کے تغیر کے لئے قانون بنوانے چاہئیں۔ زبردستی کسی کی دولت کو تباہ کرنا انصاف سے بعید ہے دوسرا وہ گروہ تھا۔ جو لینن کی قیادت میں کھڑا ہوا۔ اور انتہا پسند کہلایا۔ یہ لوگ کہتے۔ کہ مزدوروں کو بغاوت کرنی چاہیئے۔ ان لوگوں نے اسی مقصد کے لئے بیلجیم میں ایک میٹنگ کی۔ مگر حکومت نے انہیں وہاں سے نکال دیا پھر ان لوگوں نے ۱۹۰۳ء میں لنڈن میں میٹنگ کی۔ وہاں ان کا آپس میں اختلاف ہو گیا۔ ایک جماعت کہتی۔ کہ روسی حکومت کو تباہ کر دینا چاہیئے۔ دوسری کہتی اقتصادیات کی درستی کے لئے تدابیر اختیار کی جائیں۔ چونکہ ان لوگوں میں ملی ٹینٹ کمیونسٹوں (جنگ کے قائل کمیونسٹوں) کی کثرت تھی۔ اس لئے وہ تمام لینن کے ساتھ مل گئے۔ اور چونکہ اکثریت

ان کی تھی۔ اس لئے بالشویک کہلائے۔ بالشویک کے لفظی معنی اکثریت کے ہیں۔ اور یہ ملی ٹمینٹ کمیونزم کی ایک شاخ ہیں جو تھوڑے تھے۔ وہ منشویک کہلائے۔ اکثریت بغاوت اور طاقت کے استعمال کے حق میں تھی۔ اور اقلیت صرف اقتصادی امور تک اپنے آپ کو محدود رکھنا چاہتی تھی۔ جب ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ بالشویک کے معنی اکثریت کے ہیں۔ اور یہ پارٹی حکومت کر رہی ہے۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ روس کے اکثر لوگوں کے خیالات کے موافق اس وقت حکومت ہو رہی ہے۔ بلکہ جو مزدوروں کی کانفرنس لنڈن میں ہوئی۔ اس میں چونکہ ان کی اکثریت تھی۔ اس لئے یہ بالشویک کہلائے۔ اس طرح روس میں فرقہ وارانہ جنگ کی بنیاد رکھ دی گئی۔ اور ۱۹۰۵ء میں ایک بہت بڑی بغاوت کھڑی کی گئی۔ مگر اس میں لینن کو شکست ہوئی۔ اور وہ اپنے ملک سے بھاگ گیا۔

لینن کے خیالات

اس تجربہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے لینن نے بغاوت کو کامیاب بنانے کے لئے بعض قوانین بنائے۔ اس کے خیالات یہ تھے۔ کہ (۱) تاریخ بتلاتی ہے۔ آخر حکومت مزدوروں کے ہاتھ میں آجائے گی۔ اس لئے بطور اصل حکومت ہمیشہ مزدوروں کی ہونی چاہیئے۔ (۲) مزدوروں اور سرمایہ داروں کے درمیان جنگ ہوگی جس میں فتح آخر مزدوروں کو حاصل ہوگی۔

(۳) وقت آگیا ہے۔ کہ مزدور بغاوت کر کے اپنے حقوق حاصل کریں۔

(۴) اس مقصد کے لئے قانونی اور عقلی جنگ فضول ہے کوئی دولتمند باتوں کے ذریعہ اپنی دولت چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے جنگ شروع کر دو۔ تو فوراً مقصد حاصل ہو جائیگا۔ اور وہ مقصد یہ ہے۔ کہ دولتمندوں کو تباہ کر دیا جائے

بغاوت کو فروغ دینے کے طریق

لینن نے لکھا ہے۔ بغاوت ایک لطیف فن ہے پھر وہ لکھتا ہے۔ بغاوت بچوں کا کھیل نہیں اسے شروع کیا جائے تو انتہائی نقطہ تک پہنچانا چاہیئے۔ اور تمام مخالفوں کو تباہ کر دیا جائے۔ بغاوت کے لئے موزوں مقام کا انتخاب کیا جائے۔ اس مقام پر اپنی طاقتوں کو جمع کیا جائے۔ اور وہ طاقتیں دشمن کی طاقت سے زیادہ ہوں۔ دفاع میں جنگ نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ دفاع بغاوت کے لئے موت ہے۔ بلکہ متواتر دشمن پر حملے کرنے چاہئیں اور یہ حملے اچانک ہوں۔ ایسے وقت ہوں۔ جب حکومت کو مشکلات درپیش ہوں۔ افواج منتشر ہوں۔ اور حکومت کے افسروں کی اخلاقی طاقت مضمحل ہو چکی ہو۔ فتح کے بعد بھی جنگ کو جاری رکھا جائے اور اپنے حکام کے احکام کو ہر حالت میں یوں مانا جائے۔ جیسے مگر جب ان کی تعمیل کی جاتی ہے۔ مزدوروں کی پارٹی فوجی نظام

کی طرح اپنی جگہ پر قائم رہے۔ پولیٹیکل پولیس قائم کی جائے۔ اور ایسے لوگ تیار رکھے جائیں جو مخالفوں پر فوراً حملہ کر سکیں۔ اس کے متعلق وہ یہ بھی ہدایت دیتا ہے۔ کہ حملہ سختی سے کیا جائے۔ اور فوراً کیا جائے۔ لینن کی اس تعلیم کے ماتحت آخر روس میں ۱۹۱۷ء میں بغاوت ہوئی۔ سپاہ وغیرہ بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئی۔ ابتداء میں لوگوں کی تمام زمینیں اور جاگیریں شاہی زمینیں قرار دے کر ضبط کر لی گئیں۔ پھر تجارتی کارخانے ضبط کر لئے گئے۔ اور جو ایسے سامان تھے۔ جن سے دولت کمائی جا سکتی تھی۔ وہ بھی حکومت کے قرار دیئے گئے۔

تشدّد کی وجہ

یہ تفصیل سننے کے بعد ہر شخص کے دل میں خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ آخر ان لوگوں کے دلوں میں اس قدر سختی کیوں پیدا ہوئی۔ سو یاد رکھنا چاہیئے۔ قرآن کریم میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ وکذالک نولی بعض الظالمین بعضاً بما کانوا یکسبون (انعام) یعنی ہم بعض دفعہ ایک ظالم قوم سے بدلہ لینے کے لئے اس پر کسی اور ظالم کو حکمران کر دیتے ہیں۔ دراصل یورپ کے قوانین اقتصاد نہایت ظالمانہ تھے۔ اور اب بھی ہیں۔ سب سے بڑھ کر روس جو یورپ کا نقال ہے۔ وہ اس ظلم تعدی اور بے انصافی میں تمام یورپ سے بڑھا ہوا تھا۔ اس لئے یورپ کے کمیونسٹ تو اعتدال پسند رہے مگر روسی کمیونسٹ انتہا پسند ہو گئے

مغربی تہذیب و تمدن کا اثر

پھر ایک اور بات یہ ہے۔ کہ موجودہ مغربی تہذیب کا لازمی نتیجہ یہ ہے۔ کہ لوگوں میں ایسے خیالات پیدا ہوتے۔ یورپ میں ایک عجیب قسم کی غلامی ہے۔ قاعدہ یہ ہے۔ کہ زمین صرف چند لوگوں کے ہاتھ میں رہے۔ میں نے خود تو نہیں پڑھا۔ مگر ایک انگریز پروفیسر نے مجھے بتایا۔ کہ انگلستان میں صرف چوالیس ہزار کسان زمینوں کے مالک ہیں۔ مالکان اراضی کی اس قلت کی وجہ یہ ہے۔ کہ جائداد سب ورثاء میں تقسیم نہیں ہو سکتی۔ بلکہ صرف بڑا بیٹا مالک ہوتا ہے۔ اس غلط قانون سے لوگوں کے اندر مساوات حاصل کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ یورپ کے قوانین ایسے ہیں۔ جن سے مساوات کی بجائے تفرقہ واقع ہوتی ہے۔ اور زمین صرف چند لوگوں کے قبضہ میں ہی رہتی ہے۔ باقی رشتہ داروں کا اس پر کوئی حق نہیں ہوتا۔ پھر ہمارے ملک میں زمینوں پر ٹیکس ہوتا ہے۔ زمینوں کے مالک تو لوگ ہوتے ہیں۔ مگر ٹیکس رعایا پر صرف کیا جاتا ہے۔ مثلاً فی گھماؤں دو دو روپے سالانہ ٹیکس ہے۔ ولایت میں زمینوں پر اس قسم کا ٹیکس بالکل نہیں۔ چونکہ زمینیں صرف بادشاہوں یا امراء کے پاس تھیں۔ اور وہی قانون بنانے والے تھے۔ اس لئے نتیجہ یہ نکلا۔ کہ انہوں نے زمینوں پر وہ ٹیکس نہ لگایا جس سے رعایا کی پرورش ہوتی ہے۔ اور اس طرح لوگ اپنے حقوق سے محروم ہو گئے۔ کارخانہ داروں نے بھی

دیکھ دیکھی ایسا کرنا شروع کر دیا۔ کہ بڑے بیٹے کے نام اپنی تمام جائیداد لکھ دیتے۔ علاوہ ازیں سود کی وجہ سے بھی دولت صرف چند ہاتھوں میں جمع ہو گئی

روس کے مخصوص حالات

اب میں روس کے مخصوص حالات بیان کرتا ہوں جس سے بالشویک ازم پیدا ہوا۔ سب سے پہلے میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ زار وہی لفظ ہے۔ جسے عربی میں قیصر کہتے ہیں۔ قیصر کا روسی تلفظ زار ہے پندرھویں صدی عیسوی میں مشرقی اور مغربی چرچ دونوں کو مرتد قرار دے کر ماسکو کو تیسرا روم قرار دیا گیا۔ اور زار روس کو مسیح کا خلیفہ قرار دے کر دین و دنیا دونوں کا مختار بنایا گیا۔ ۱۵۹۷ء میں روس میں کسانوں کو منع کر دیا گیا کہ وہ ایک زمیندار کا کام چھوڑ کر دوسرے کے پاس جائیں۔ گویا وہ غلام تھے اگر اس حکم کی خلاف ورزی کرتے۔ تو قانونی جرم سمجھا جاتا۔ اور انہیں سزا دی جاتی۔ ۱۸۶۱ء میں گو یہ قانون بدل دیا گیا مگر آخری زار جو ۱۹۱۷ء میں ہلاک ہوا۔ اس کے پاس جو عرضداشت بھیجی گئی۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ روس میں کس قدر مظالم ہو رہے تھے۔ وہ لوگ درخواست کرتے ہیں۔ کہ ہمیں ضمیر کی آزادی دی جائے وہاں ایک مسلمان شخص تو عیسائی ہو سکتا تھا۔ مگر عیسائی مسلمان نہیں ہو سکتا تھا۔ اور نہ کوئی اور مذہب اختیار کر سکتا تھا۔ پھر یہاں پولیس کسی کی گرفتاری پر اس کا جرم بتلاتی ہے۔ لیکن روس میں پولیس کو یہ حق حاصل تھا۔ کہ وہ جب چاہے۔ بغیر کسی وجہ بتائے کے گرفتار کر لے۔ تقریر اور تحریر کی اجازت نہیں تھی۔ انجمنیں بنانے اور ممبر بننے کی اجازت نہیں تھی۔ قانون حاکم و محکوم کیلئے یکساں نہ تھا۔ لوگوں نے درخواست کی۔ کہ قانون بڑوں اور چھوٹوں سب کے لئے یکساں کر دیا جائے۔ پھر درخواست کی گئی۔ کہ ہمیں زار سے ملنے اور بات کرنے کا حق حاصل ہو۔ نیز اگر کثرت رائے بادشاہ کو معلوم ہو جائے۔ تو وہ اس کا احترام کرے۔ مگر جب زار نے ان امور کی طرف توجہ نہ کی۔ تو ان وقتوں کیوجہ سے بالشویک ازم کی تحریک وسیع ہو گئی

بالشویکی تعلیم

ان لوگوں کی تعلیم یہ ہے۔ کہ سرمایہ زمین اور دیگر ذرائع معاش عوام کے ہاتھ میں ہونے چاہئیں۔ مگر چونکہ وہ خود انتظام نہیں کر سکتے۔ اس لئے خود مختار حاکم ہونے چاہئیں۔ جو انکی طرف سے انتظام کریں اور یہ انتظام وہ اپنی مجالس کے ذریعہ کرتے ہیں۔ ان کی مجالس کا طریق انتخاب یہ ہے۔ کہ بالشویکوں کے سوا نہ کوئی ووٹ دے سکتا ہے۔ اور نہ ہی ممبر بن سکتا ہے۔ بالشویکوں کی تعداد آج کل سات لاکھ خیال کی جاتی ہے۔ اور یہ سات لاکھ ۱۴ کروڑ افراد کے متعلق جو چاہیں فیصلہ کر سکتے ہیں۔ بیس لاکھ اشخاص بالشویک بننے کے امیدوار ہیں گویا یہ ایک لیٹنٹ کمپنی اور سیکرٹ سوسائٹی ہے مسلمانوں میں تو اگر کوئی غیر مذہب والا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر شامل ہو جائے۔ تو اسے فوراً تمام حقوق مل جاتے ہیں۔ مگر بالشویک ازم میں داخل کرنے کے لئے لوگ پہلے امیدوار قرار دیئے جاتے ہیں۔ اور پھر اگر ہاں کی کونسل منظور کرے۔

تو انتخاب میں آسکتے ہیں۔ وہاں چونکہ انجمنیں علقہ دار ہیں اس لئے پہلے گاؤں میں انتخاب ہوتا ہے۔ گاؤں کے منتخب شدہ تحصیل میں ووٹ دیتے ہیں۔ تحصیلوں کے منتخب شدہ ضلعوں میں۔ ضلعوں والے کمشنریوں میں۔ پھر صوبہ میں انتخاب ہوتا ہے ساتویں درجہ پر آکر اکیس آدمی رہ جاتے ہیں۔ وہ اکیس آدمی اپنے میں سے ۹ آدمی انتخاب کرتے ہیں اور پھر وہ نو اشخاص ایک کو منتخب کرتے ہیں جسے ڈکٹیٹر یعنی مطلق العنان حاکم کہا جاتا ہے اس کا ہر حکم مانا جاتا اور اس کی پوری طرح اطاعت کی جاتی ہے۔ اس طرح سے جمہوریت اور شخصی آزادی کچل دی گئی ہے اور حکومت صرف چند آدمیوں کے ہاتھ میں دیدی گئی ہے۔ میری رائے میں اسے کسی رنگ میں جمہوریت نہیں کہا جا سکتا

رشتۂ ازدواج کی بے حرمتی

ان لوگوں کے بعض اور عقائد یہ ہیں کہ انہوں نے رشتۂ ازدواج کے تقدس کو بالکل توڑ دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ نہ خدا ہے نہ کوئی رسول۔ مذہب محض دھوکے کی ٹٹی ہے۔ اس لئے ان میں موسمی شادیاں ہوتی ہیں۔ جیسے لوگ کشمیر میں موسم گذارنے کے لئے جائیں تو وہاں شادی کرلیں اور جب آ جائیں تو شادی ختم ہو جائے۔ اسی طرح ان میں مصاحبت کی ترویج بھی ہوتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ماں باپ بیٹا اور بیٹی کا تقدس ان میں بالکل باقی نہیں رہا۔ بالشویک کہتے ہیں کہ اس طریق پر جو بچے پیدا ہوتے ہیں ان کی حکومت ذمہ دار ہے۔ حالانکہ ایسے بچے اپنے ماں باپ اور افسروں کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ لینن کی بیوی کی ایک تحریر کے مطابق اس وقت روس میں چار لاکھ ایسے بچے موجود ہیں جو بالشویک ازم کے بعد پیدا ہوئے۔ وہ لکھتی ہے یہ آوارہ گردوں اور بدمعاشوں کا گروہ ہے جو پیدا ہو رہا ہے۔ ایک اور روسی عورت چھ لاکھ کا اندازہ بتلاتی ہے (پیرس میں ایک روسی قونصل تھا اس کی بیوی کا یہ بیان ہے) چونکہ ان کے مکانات بھی حکومت کے قبضہ میں ہیں۔ اس لئے وہ عموماً بہت تنگ گندے اور ناکافی ہوتے ہیں۔ مکانات بنانے والے بھی نہایت لاپرواہی سے بناتے ہیں۔ اور چھ ماہ کے بعد ہی مرمت کی ضرورت لاحق ہو جاتی ہے۔ کام کا دینا بھی حکومت کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہیں دیں اور جس کو چاہیں نہ دیں۔ ملیں۔ پوسٹ آفس ٹیلیگراف۔ ریلوے سب ان کے ہاتھ میں ہے۔ غرض انہوں نے اس طرح لوگوں کو اپنے قابو میں کیا کہ پہلے جائدادیں چھینیں۔ مکانات سے نکالا۔ اور آخر مخالفت ورزی کرنے والوں کو جرمانہ قید حبس دوام یا قتل کی سزا تک پہنچا دیا۔ اور یہ سب کچھ پولیس کے اختیار میں ہے۔ وہی پکڑتی اور وہی مقدمات کا فیصلہ کرتی اور سزائیں دیتی ہے۔ لوگوں کا خیال تھا کہ زار روس ظلم کرتا ہے اسی لئے انہوں نے اس کو تباہ کیا۔ اس کے بعد جب لوگوں نے دیکھا کہ لینن بھی ظلم کر رہا ہے۔ تو ۱۹۲۲ء میں انہوں نے لینن پر گولی چلادی۔ جس سے لینن تو بچ گیا صرف مجروح ہوا۔ اگر انارکسٹ پارٹی کے پانچ ہزار چوٹی کے آدمیوں کو چن چن کر ہلاک کر دیا گیا۔

بد اخلاقی کی انتہاء

بالشویکوں میں دہریت کی وجہ سے بد اخلاقی بہت بڑھ گئی ہے۔ کیونکہ اخلاق کا بنیادی پتھر ایمان باللہ ہے۔ چونکہ ان کو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں اور ان کا اعتقاد ہے کہ مرنے کے بعد کوئی اخروی حیات نہیں اس لئے وہ بد اخلاقیوں کے نہایت دلیری سے مرتکب ہوتے ہیں۔ خود بالشویکوں کے بعض اخبارات کی رائے ہے۔ کہ جیسے شہر کا گند ایک تالاب میں آجاتا ہے اسی طرح ہماری قوم کی تمام بدکاریوں کا مجموعہ افسر ہیں۔ عورتوں کے متعلق ان میں ایک ٹرم ہوگئی ہے کہ جب کوئی عورت کسی کام کے لئے ان کے پاس آئے تو کہتے ہیں میرے ساتھ بدکاری کرلو۔ میں تمہارا کام کر دونگا۔

خودکشی بالشویکوں میں بہت بڑھ گئی ہے۔ اور بالخصوص عورتوں میں۔ پھر شراب کو انہوں نے عام کر دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ روسی حکومت ایک جال ہے جس میں لوگ ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہے ہیں۔ وہاں نہریں دریا کارخانے سب حکومت کے قبضہ میں ہیں حکومت کام کے بدلے معمولی سی مزدوری دے دیتی ہے۔

اسلام کی تعلیم مساوات

اب میں یہ بتاتا ہوں کہ مساوات اسلام نے کس طرح پیدا کرنی چاہی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے جو مال و دولت کے متعلق قوانین بیان فرمائے ہیں وہ اس لئے ہیں کہ لکی لایکون دولۃً بین الاغنیاء۔ کہ تا روپیہ غنیوں اور امیروں کے پاس جمع نہ رہے بلکہ لوگوں میں تقسیم ہوتا رہے۔

جس طرح طب سے قرآن مجید کی تفسیر ہوتی ہے اسی طرح یورپ نے تمدن سائیکالوجی اور اکنومسٹ کے متعلق جو کتابیں لکھی ہیں ان سے قرآن مجید کی صداقت واضح ہوتی ہے۔ یہ بالکل صحیح بات ہے کہ مذہب کا مرکزی نکتہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ پس ہمیں چاہیئے کہ ہم یورپ کے خیالات معلوم کریں اور ان کا مقابلہ کریں۔ اگر اس طرح ہم کام کریں گے تو ہماری تبلیغ میں بہت آسانی ہو جائے گی۔

علماء کا فرض

اس مقصد کو حاصل کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ ہمارے علماء کو انگریزی پر عبور حاصل ہو اور وہ ان کتابوں کا مطالعہ کریں۔ دوسرے انگریزی خوان طبقہ اس طرف توجہ کرے۔ یا پھر ایک محکمہ ہو جو انگریزی کتب کے تراجم شائع کرے تاکہ لوگوں کو ان کی باتوں سے واقفیت ہو۔ میری ایک دفعہ ایک جرمن سے اسلامی مساوات پر گفتگو ہوئی وہ کہنے لگا۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ اس وقت تمہیں وحی ہو رہی ہے اور اس کے زور سے تم یہ باتیں کر رہے ہو۔ میں نے کہا یہ تازہ وحی نہیں بلکہ چودہ سو سال کی وحی کا اثر ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔ پھر وہ کہنے لگا آپ ان باتوں کو یورپ میں کیوں نہیں پھیلاتے۔ میں نے کہا یورپین لوگوں میں تکبر بہت ہے بات سننے کے لئے تیار ہی نہیں۔ کہنے لگا اس جنگ میں تو اللہ تعالیٰ نے یورپین لوگوں کے تکبر کو خوب کچل دیا ہے۔ میری صحت اچھی نہیں آنکھیں کمزور ہیں اس لئے میں خود مطالعہ نہیں کر سکتا۔ احباب دعا کریں۔ ممکن ہے بیس سال کے بعد اب پھر مجھے اللہ تعالیٰ توفیق دیدے کہ میں اس مضمون پر کوئی رسالہ لکھوں۔ لیکن اگر میں نہ لکھ سکوں تو علماء کو چاہیئے کہ وہ یورپ کے فلسفہ کے مقابلہ میں قرآن مجید پر غور کریں۔

قانون وراثت اور مسئلہ سود

اسلام کی تعلیم کے متعلق میں صرف اتنا کہتا ہوں کہ ہمارا قانون وراثت ایسا ہے کہ وہ کبھی ایک ہاتھ میں دولت جمع ہونے ہی نہیں دیتا۔ خواہ کارخانے ہوں مکانات ہوں زمینیں ہوں سب تقسیم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اسلام نے جو سود کو منع کیا ہے وہ بھی سرمایہ کے ایک جگہ جمع ہو جانے میں حائل ہے۔ اگر اسی مسئلہ پر عمل کیا جائے تو چند ہاتھوں میں دولت کبھی جمع نہ ہو سکے۔

روس سے جماعت احمدیہ کا تعلق

میں اور زیادہ اس مضمون کو وسیع نہیں کر سکتا کیونکہ میرا وقت ختم ہو رہا ہے اب میں صرف یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ روس سے ہماری جماعت کا خاص تعلق ہے۔ جب جاپان سے جنگ ہوئی تو اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا "ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت"۔ اسی طرح ایک کشف میں فرمایا کہ زار روس کا عصا میرے ہاتھ میں دیا گیا ہے جس میں اس طرف اشارہ ہے کہ آخر روس میں اسلامی حکومت قائم ہو جائے گی۔ اسی طرح بخارا بھی روس کا حصہ ہے۔ اور بخارا کے متعلق بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشارت ملی ہے۔ میں سمجھتا ہوں ان پیشگوئیوں کا [illegible] مطلب ہے کہ اب اسلام وہاں بہت جلد پھیلنے والا ہے۔ زار روس تباہ ہوا۔ ظالمانہ قانون تباہ ہوئے اور وہاں کے لوگ یوں ہو گئے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قاعاً صفصفاً اب وہ اس بات کے لئے تیار ہو گئے ہیں کہ سچے دل سے لا الٰہ الا اللہ پڑھیں۔ اسلامی تعلیم پر عمل کریں۔ اور ان لوگوں کے شکرگذار ہوں۔ جو ان کے سامنے یہ باتیں پیش کریں۔

نظارتوں کے اعلانات

تقرر عہدہ داران جماعتہائے احمدیہ

مندرجہ ذیل جماعتوں میں حسب ذیل اصحاب کو صرف ۳۰ اپریل ۳۳ء تک کے لئے عہدہ دار مقرر کیا جانا منظور کیا جاتا ہے۔

یاڑی پورہ (کشمیر) پریذیڈنٹ راجہ ولی محمد خان صاحب سکرٹری مال۔ راجہ فضل احمد خان صاحب۔ محاسب و سکرٹری تعلیم و تربیت۔ میر غلام محمد صاحب

جام پور (ضلع ڈیرہ غازیخاں) جنرل سکرٹری و سکرٹری مال۔ ماسٹر حبیب الرحمن صاحب بی۔ اے۔ سکرٹری تبلیغ میاں غوث بخش صاحب سکرٹری تعلیم و تربیت۔ خدا بخش خان صاحب۔ اسسٹنٹ سکرٹری تعلیم و تربیت۔ منشی غلام رسول صاحب

کراچی۔ پریذیڈنٹ۔ شیر محمد خان صاحب۔ سکرٹری تبلیغ و محاسب۔ سید عباس علی شاہ صاحب

لاہور چھاؤنی۔ جنرل سکرٹری قاضی عنایت اللہ صاحب۔ اسسٹنٹ جنرل سکرٹری بابو ضیاء الحق خان صاحب۔ سکرٹری تعلیم و تربیت۔ بابو محمد امیر صاحب۔ سکرٹری تبلیغ چوہدری عبداللہ خان صاحب۔ محاسب بابو محمد امیر صاحب۔ امین حاجی اللہ بخش صاحب

تنظیم نظارت امور عامہ

نظارت امور عامہ کے کاموں کو بہترین طور پر سر انجام دینے کے لئے ہندوستان کے ہر صوبہ میں تنظیم کی ضرورت محسوس کی گئی ہے۔ اور سب سے اول صوبہ پنجاب کی تنظیم شروع کیجاتی ہے۔ جو اس طور پر ہوگی۔ کہ ہر ایک ضلع میں ایک ایک صاحب کو مہتمم امور عامہ منتخب کیا جائے۔ یعنی پنجاب کے ۲۳ اضلاع میں ۲۳ مہتمم امور عامہ منتخب کئے جائیں۔ ہر ضلع میں جسقدر سکرٹری امور عامہ ہونگے وہ سب مہتمم امور عامہ کے ماتحت ہونگے مہتمم صاحب امور عامہ کے اپنے ضلع کے اندر وہی فرائض ہوں گے۔ جو نظارت امور عامہ کے ہیں۔ یعنی رشتوں ناطوں کا انتظام کرنا کرانا۔ بیکاروں کے لئے روزگار کا بندوبست کرنا یا کرانا۔ آپس میں جو تنازعات پیدا ہوں۔ ان کو عمدگی سے سلجھانا۔ قضا کے فیصلہ جات کی تعمیل کرانا۔ غربا مساکین۔ یتیموں بیوگان کی بروقت مدد کرنا۔ اپنے اپنے ضلع کے افسران سے مل کر اپنی جماعت کے حقوق حاصل کرنا۔ جماعت کی اقتصادی حالت کو ترقی دینے کی کوشش کرنا وغیرہ لہذا احباب سے درخواست ہے۔ کہ وہ اپنے اپنے ضلع میں اور ضلع میں سے مرکزی انجمن میں سے ایک ایک صاحب کو جو ان فرائض کو عمدگی سے انجام دے سکتے ہوں اور افسران بالا سے ملنے کی بھی اہلیت رکھتے ہوں۔ جلد سے جلد منتخب کرکے بمراد منظوری ان کے نام دفتر امور عامہ میں بھجوا دیں۔ تاکہ امور عامہ کے متعلق جو کام کی سکیم مد نظر ہے۔ اسے جلدی عملی جامہ پہنایا جا سکے۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

احمدیہ ڈائرکٹری

جون ۱۹۳۲ء میں تمام جماعتوں کے سکرٹریوں کو ایک ہزار ڈائرکٹری مطبوعہ قیمتی چار آنہ بھیجی گئی تھی۔ اور نئی ڈائرکٹری کے تیار کرنے کے واسطے فارمیں روانہ کی گئی تھیں۔ مگر اب تک صرف بارہ اصحاب سے قیمت ڈائرکٹری وصول ہوئی ہے۔ اور فارمیں بھی بہت تھوڑی جگہوں سے آئی ہیں۔ اس واسطے پھر تحریک کی جاتی ہے۔ کہ تمام جماعتوں کے سکرٹری ڈائرکٹری کی قیمت چار آنہ بذریعہ ٹکٹ ڈاک ارسال کریں۔ اور نئی ڈائرکٹری کے واسطے اسمار اور پتہ وغیرہ لکھ کر فارمیں بھیج دیں (ناظر امور عامہ)

لوڈ سپیکر کے لئے چندہ

سالانہ جلسہ کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے لیکچر مردوں اور عورتوں کے جلسوں میں سننے کے لئے آلہ لاؤڈ سپیکر کی ضرورت ہے جس سے آواز دور دور تک پہنچتی ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے موجودہ حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ تجویز پسند فرمائی ہے۔ کہ جو دوست اس میں حصہ لینا چاہیں (یعنی دوسرے ضروری لازمی چندوں پر اثر ڈالے بغیر) وہ ایک روپیہ فی کس کے حساب سے چندہ دیں۔ جب یہ رقم اس قدر جمع ہو جائے گی۔ کہ آلہ لوڈ سپیکر خریدا جا سکے۔ تو انشاء اللہ خرید لیا جائیگا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔ کہ بالخصوص مستورات اس سے فائدہ اٹھائیں گی۔ اور بہت ممکن ہے۔ کہ وہ مردوں سے پہلے ہی اس چندہ کو پورا بھی کر دیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی اجازت خاص کے ماتحت یہ فنڈ کھول دیا گیا ہے۔ جو دوست حصہ لینے والوں کی پہلی فہرست میں شامل ہونا چاہئیں وہ جلدی کریں۔ چندہ صرف ایک روپیہ فی کس لیا جائے نہ کم نہ زیادہ۔ (ناظر بیت المال)

اعلان

صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کو جماعت احمدیہ ضلع مردان کی نگرانی کے لئے آنریری انسپکٹر بیت المال مقرر کیا جاتا ہے وہ اپنے فرائض منصبی کے علاوہ یہ کام مستقل طور پر آپ کی جماعتوں میں کریں گے۔ تاکہ چندہ کی ادائیگی میں اصلاح و ترقی ہو۔ امید ہے کہ سب عہدیداران ان کے کام میں ان کی امداد فرمائیں گے۔ اور ان کی ہدایات کی تعمیل کوشش سے کریں گے۔ (ناظر بیت المال قادیان)

نئے مہتمم تبلیغ

(۱) صوبہ سندھ کے ضلع نواب شاہ میں محمد عیسےٰ خان صاحب کی جگہ ماسٹر محمد بریل صاحب کو نائب مہتمم تبلیغ مقرر کیا گیا ہے۔

(۲) چونکہ ڈاکٹر فتح الدین صاحب نائب مہتمم تبلیغ ضلع بنوں تبدیل ہو گئے ہیں۔ لہذا ان کی جگہ صاحبزادہ محمد طیب صاحب کو نائب مہتمم تبلیغ ضلع بنوں اور صاحبزادہ صاحب کی جگہ پر سید ارشاد علی شاہ صاحب۔ کو انسپکٹر تبلیغ مقرر کیا جاتا ہے۔ (ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

نظارت امور عامہ کا ضروری اعلان

مندرجہ ذیل ہدایات نظارت امور عامہ نے مبلغین سلسلہ احمدیہ کو دی ہیں۔ کہ وہ ان کو عملی جامہ پہنائیں۔ لہذا تمام احباب جماعت سے درخواست ہے۔ کہ وہ ان ہدایات کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے اپنے اپنے علاقہ کے مبلغ کے ساتھ تعاون کر کے ممنون فرمائیں۔

(۱) ہر ضلع کی مرکزی انجمن میں ایک ایسے صاحب کو منتخب کیا جائے۔ جس میں افسران ضلع سے ملنے اور ان سے کام کرانے کی قابلیت ہو۔ ایسے اصحاب کو مہتمم امور عامہ کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔ اور اس ضلع کے سکرٹری امور عامہ ان کے ماتحت ہونگے مہتمم امور عامہ کے اپنے ضلع میں وہی فرائض ہونگے جو نظارت امور عامہ کے ہیں۔ مہتمم امور عامہ اپنے ضلع میں ناظر امور عامہ کے مشورے اور ہدایات کے ماتحت کام کریگا۔

(۲) ہر ضلع کی ماتحت انجمنوں میں سکرٹریان امور عامہ کا انتخاب کرایا جائے۔ اور ان کے نام پورے پتہ کے بمراد منظوری دفتر امور عامہ میں بھجوائے جائیں۔

(۳) جہاں جہاں سرکاری احمدی افسر ہوں۔ ان کو تحریک کی جائے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں احمدی بیکاروں کو ملازم کرانے کی کوشش کریں۔ اگر وہ اطلاع دیں۔ کہ ہم اس قسم کے امیدوار کو ملازمت دلا سکیں گے۔ تو اس قسم کا ایک ایک امیدوار ان کی خدمت میں بھیجدیا جائیگا۔ تاکہ ان کو مناسب کام پر لگائے رکھیں۔ اور جب کوئی موقعہ نکلے۔ ملازم کرا دیں۔

(۴) رشتہ ناطہ کی مشکلات کو حل کرنے کے لئے۔ جہاں لڑکیوں والے اطلاع بھجوائیں۔ وہاں لڑکوں کے والدین کو تحریک کی جائے کہ وہ اپنے قابل نکاح لڑکوں کی فہرست بھجوانے کی سعی کریں۔

(۵) جہاں جماعت کے احباب میں کوئی اختلاف ہو جائے۔ اسے خوش اسلوبی سے سلجھانے کی کوشش کی جائے

(۶) احمدیہ کور کی تحریک (عباد اللہ) کو مضبوط کرنے اور اس میں بھی

بڈلاڈے کے مسلمانوں کا خون بے قصاص

پولیس نے اب تک کچھ نہیں کیا

آج واقعہ ہائے بڈلاڈا کو پورے تین ماہ ہو چکے ہیں۔ لیکن پولیس نے کسی کارگزاری کا ثبوت نہیں دیا۔ اور جہاں تک ہم کو معلوم ہوا ہے۔ پندرہ بے گناہوں کا خون بے قصاص جائیگا۔ اوائل دسمبر میں کچھ امید ہو چکی تھی۔ کہ پولیس اپنے فرض کی سرانجام دہی میں عمدگی کا ثبوت دیگی۔ لیکن یہ خیال بھی غلط نکلا اور وسط دسمبر ہی میں بعض مصلحتوں کے ماتحت پولیس کی تمام ترجدوجہد اس طرف مرتکز ہو گئی۔ کہ اس معاملہ کو ڈاکوؤں سے منسوب کرکے ختم کر دیا جائے۔ ہم متعجب ہیں۔ کہ ایک پولیس آفیسر سازش کا انکشاف کرانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ لیکن ہندوؤں اور سکھوں نے ڈپٹی کمشنر صاحب سے صرف یہ جھوٹی بات کہہ کر کہ پولیس آفیسر مذکور کی رشتہ داری بڈلاڈا میں ہے۔ اسے تبدیل کرا دیا۔ حالانکہ یہ بات بالکل جھوٹ ہے مسلمانان بڈھلاڈا نے متعدد بار درخواستوں تجاویز اور پریس کے ذریعے پولیس کی تفتیش پر عدم اطمینان کا اظہار کیا۔ اور پولیس افسران کے تبادلے کا بھی مطالبہ کیا۔ لیکن کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ اس وقت تک جو واقعات ہم کو معلوم ہوئے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ کہ اندر سنگھ ذیلدار ملزم نے شروع دسمبر میں وعدہ معافی کی امید پر تمام سازش کا انکشاف کرا دیا تھا۔ اور پولیس نے اس بیان کو ڈی۔ آئی۔ جی انبالہ کی خدمت میں روانہ کر دیا تھا۔ سنا گیا ہے کہ ڈی۔ آئی۔ جی انبالہ نے مزید تصدیق اور تائیدی شہادتوں کے لئے بیان پولیس کے پاس واپس بھیجدیا۔ چنانچہ پولیس نے تمام تائیدی شہادتیں مہیا کر لیں۔ لیکن اس دوران میں ڈپٹی کمشنر لالہ ارجن داس صاحب نے ہندوؤں کے کہنے پر ڈپٹی محمد عبدالصادق صاحب ڈی۔ ایس۔ پی کو تفتیش سے علیحدہ کرا دیا۔ جنہوں نے یہ تمام انکشافات کرائے تھے۔ ان کے علیحدہ ہوتے ہی سٹراچ۔ ڈبلیو۔ رچ جو عرصہ سے ڈاکوؤں کی گرفتاری پر مامور تھے۔ اور جن کا ہیڈ کوارٹر بھٹنڈہ تھا۔ حصار ہوتے ہوئے ۱۷ دسمبر کو تشریف لائے۔ دو روز تک علیحدگی میں اندر سنگھ ملزم سے بات چیت کرتے رہے۔ اور ملزم پارٹی کے ذیلدار نروتم سنگھ کے ساتھ اس کے گاؤں چیکان میں بھی گئے۔ اور ملزم اندر سنگھ کے گاؤں کلیری میں نروتم سنگھ کی معیت میں گئے۔ پھر خدا معلوم کیا ہوا۔ کہ مشہور کر دیا گیا۔ کہ اندر سنگھ اپنے بیان سے منکر ہو گیا ہے بلکہ ہم کو خاص طور پر معلوم ہوا ہے۔ کہ اندر سنگھ کو دانستہ منکر کرا دیا گیا ہے۔ اور ڈپٹی محمد عبدالصادق کے تبدیل کرنے کا بھی یہی منشاء تھا۔ علاوہ ازیں جب سکھوں اور ہندوؤں کو یہ علم ہوا۔ کہ اندر سنگھ وعدہ معاف گواہ بنتا ہے تو ہندو سبھا اور گوردوارہ کمیٹی کے ارکان حرکت میں آ گئے۔ چاروں طرف دوڑ دھوپ میں مشغول ہو گئے۔ اور آخر اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ مسلمانان بڈلاڈا نہایت حیران ہیں۔ کہ اس قدر بین ثبوت کی موجودگی میں سازش کو ملیامیٹ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جب مسلمان پولیس کے تفتیش کنندگان کے پاس دریافت حالات کے لئے گئے۔ تو بجائے سوالات کا جواب دینے اور تشفی کرنے کے ان کو دھمکانا شروع کر دیا گیا۔

گورنمنٹ اعلان کے ذریعے مندرجہ ذیل سوالات کا جواب مسلمانوں کو دے۔

(۱) $\frac{۱}{۳۲}$-۹ کو سب انسپکٹر بڈلاڈا نے منگو قصاب کی رپٹ کا اندراج نہ کیا۔ افسروں کی خدمت میں شکایت کی اس کے متعلق اب تک کیا کارروائی کی گئی ہے۔

(۲) $\frac{۱}{۳۲}$-۱۰ کو قصابان بڈلاڈا کا ایک وفد سب انسپکٹر بلند کور کے پاس اپنی حفاظت کے مطالبہ کے لئے گیا۔ سب انسپکٹر نے ان کو دھمکا کر واپس کر دیا۔ افسروں کے نوٹس میں یہ بات لائی گئی اس کے متعلق کیا کارروائی ہوئی۔

(۳) $\frac{۱}{۳۲}$-۱۰ کو دو قصابوں نے ڈپٹی کمشنر اور پولیس کپتان کی خدمت میں حصار جا کر درخواستیں دیں۔ اور چوری کے خلاف حفاظت کا مطالبہ کیا۔ وہاں سے کوئی انتظام نہ ہوا۔ گورنمنٹ نے اس کے متعلق کیا کارروائی کی۔

(۴) جن لوگوں نے اشتعال انگیز تقریریں کیں۔ ان کے خلاف اب تک کیا کارروائی ہوئی۔

(۵) کانسٹیبل متعینہ کا رخاص خلاف قانون جلسوں میں شامل ہوا۔ اور اشتعال انگیز تقریروں کی ڈائری نہ دی۔ اس کے متعلق بھی اب تک کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔

(۶) مسلمانان بڈھلاڈا کی آئندہ حفاظت کے لئے اب تک کیا انتظام کیا۔

(۷) اندر سنگھ ملزم نے انکشاف کیا تھا۔ پھر کن حالات کے متعلق اس کو منکر کرا دیا گیا۔ کیا گورنمنٹ اس کے متعلق کوئی اعلان شائع کرے گی۔ کیا لیجسلیٹو کونسل اور اسمبلی کے معزز ممبران ہمارے سوالات مندرجہ بالا کو اپنی کونسلوں میں پیش کرکے جوابات سے ہماری تشفی کریں گے۔

ہم نے کونسل اور اسمبلی کے اکثر ممبران کی خدمت میں مطبوعہ کوائف روانہ کئے۔ لیکن سوائے خان بہادر نواب احمد یار خاں صاحب دولتانہ اور چودھری اللہ داد خاں صاحب کے کسی آنریبل ممبر نے جواب تک دینے کی زحمت گوارا نہیں فرمائی۔ حالانکہ فریق مخالف کے بہت سے ایم۔ ایل۔ سی بہت سبھاؤں کے نمائندے اور بےشمار وکلاء اور اخباروں کے نمائندے ہر وقت ان کی امداد کے لئے آتے رہے۔ اور اب بھی موجود ہیں۔ لیکن مسلمانوں کی کسی نمائندہ جماعت نے احمدی جماعت قادیان کے سوا اور درخواستوں اور تاروں کے باوجود ہماری رہنمائی کا فرض ادا نہیں کیا۔ اب بھی وقت ہے۔ کہ مسلمانوں کی نمائندہ جماعتیں ہماری رہنمائی کریں۔ اور اپنے اپنے نمائندے یہاں بھیج کر واقعات کا مطالعہ کریں۔ اور ہم کو صحیح راہ عمل دکھائیں۔ ورنہ پندرہ بے گناہ مسلمانوں خون بے قصاص جائیگا۔ اور پھر بنائے کچھ نہ بنے گا۔

(عبدالعزیز ٹوہانوی۔ بڈلاڈا۔ ضلع حصار)

قادیان میں سکنی زمین خریدنے کا موقعہ

جلسہ کی رعایت سے فائدہ اُٹھائیے!

۱۷۸

اس وقت محلہ دارالبرکات بمقابل ریلوے سٹیشن اور محلہ دارالرحمت قادیان میں اور نیز پرانی آبادی کے اندر عمدہ قطعات اراضی قابل فروخت موجود ہیں۔ حسب دستور جلسہ کی وجہ سے قیمت میں رعایت دیجائیگی۔ خواہشمند احباب اس رعایت سے فائدہ اٹھا کر اپنی پسند کے قطعات خرید سکتے ہیں قادیان کی آبادی اب خدا کے فضل سے بڑی سرعت کے ساتھ بڑھ رہی ہے اور لازماً کچھ عرصہ کے بعد موجودہ قیمتیں نہیں رہینگی اس لئے مستطیع احباب کو موجودہ موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ بعض شرائط کے ماتحت غیر مستطیع احباب قسطوں میں بھی قیمت ادا کر سکتے ہیں۔ فقط۔ والسلام۔ میرزا بشیر احمد

تریاق الامراض

مقوی اعضائے رئیسہ ہے۔ ہر قسم کے دردوں کو مثل ذات الجنب وجع المفاصل وجع الورک نقرس اور ہر ایک چوٹ کی تکلیف کو بہت جلد دور کر دیتا اور ٹوٹی یا کچلی ہوئی ہڈی کو صرف تین دن میں جوڑ دیتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ دوا زخموں میں پیپ پیدا ہونے اور سڑنے سے روکتی اور زخم کو بہت جلد خشک کر دیتی ہے خواہ زخم کھلا ہو یا پھیپھڑہ جگر اور امعاء کے اندرونی زخم ہوں۔ دماغی اور مردانہ قوتوں کو بیدار کرنے کے لئے بھی بیحد فائدہ مند ہے۔ ایک دفعہ منگوا کر تجربہ کریں۔ قیمت تین ماشہ کی ڈبیہ ۔عہ محصولڈاک علاوہ۔ ملنے کا پتہ

حکیم عبدالصمد دہلوی محلہ دارالفضل قادیان

لڑکی سے لڑکا

ایام حمل میں ۹ ہفتے تک جبکہ جنین کچی حالت میں ہوتا ہے۔ این ڈی ڈھلن صاحب اے۔ آر بیں آئی وغیرہ لنڈن کی تیار کردہ مجرب وآزمودہ تین گولیاں کھلائیں۔ جراثیم نرینہ غالب اور مادینہ مغلوب ہو کر بفضل خدا لڑکا پیدا ہوگا۔ ضرور تمند فائدہ اٹھائیں۔ قیمت برائے نام عہ۔ احمدی دوستوں کو مزید رعایت ہوگی۔ قیمتی تصادیق موجود ہیں۔ المشتہر

ایم نواب الدین مینجر محبوب اولاد نرینہ
میاں محلہ بٹالہ۔ ضلع گورداسپور

عید کیلئے کٹ پیس منگواؤ۔ فائدہ اٹھاؤ

عمدہ۔ عمدہ۔ نئے نئے دلکش خوش رنگ وضع کا نسبتاً میں ارزاں کٹ پیس پارچہ کا تازہ مال آگیا ہے۔ جسے عید کیلئے ہر مسلمان خریدنا پسند کریگا۔ نرخ ارزاں ہے۔ ٹکڑا بڑا ہے۔ تجارت کے لئے تھوک نرخ پر ڈہائی صد۔ ڈیڑھ صد۔ اور پچہتر روپیہ کی چھوٹی گانٹھیں منگوا لیجے۔ اور اہل دعیال کیلئے تیس چالیس روپیہ کا بنڈل جس میں زنانہ۔ مردانہ ضرورت کا ہر قسم کا پارچہ کٹ پیس ہوگا۔ چوتھائی رقم ہمراہ آرڈر ارسال کریں۔ کل رقم پیشگی بھیجنے والوں کو کرایہ میں خاص رعایت ہوگی

ایس رفیق بھائی جنرل سپلائرز جیکب سرکل بمبئی

عرب کی مقدس کھجور آگئی ہے۔ رمضان شریف میں منگا کر ثواب حاصل کرو

گولڈونین واقعی مفید

گولیاں ہیں۔ میں نے خود استعمال کی ہیں بیخطا۔ اور واقعی مفید مقوی گولیاں ہیں۔ ایک شیشی اور بھیجدیں۔ حکیم غلام حسین شاہ از میانہ گوندل آپ کی گولڈونین گولیوں کو میں نے خود استعمال کر کے دیکھا ہے۔ بہت مفید پایا ایک شیشی اور بھیجدیں۔ فضل محمد خاں از راولپنڈی۔ احباب کرام آپ بھی استعمال کر کے تجربہ کریں۔ قیمت ساڑھے پانچ روپیہ معہ محصولڈاک

مینجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودہا

بخار کی چٹکی

قریشی محمد حنیف صاحب قمر احمدی مبلغ اڑیسہ اپنے مورخہ ۱۲/۲/۷ میں تحریر فرماتے ہیں۔

بخار کی چٹکی میں نے اپنی اہلیہ کو استعمال کرائی آخر اسی دوا سے بخار چھوٹا۔ ہسپتال کی ادویات کھا کھا کر میں تھک گیا تھا۔ واقعی عمدہ چیز ہے۔ جس کو بیمار شوق سے کھا لیتے ہیں۔ محمد بریل صاحب احمدی ہیڈ ماسٹر کمال ڈیرہ سندھ اپنے مورخہ ۱۸/۱ شہ میں لکھتے ہیں۔ بخار کی چٹکی بھی عمدہ دوائی ہے بخار کی چٹکی کی دو چٹکی تھوڑے گرم پانی میں تین تین گھنٹہ بعد دینے سے ہر قسم کا بخار زکام۔ پسلی نمونیہ پلیگ موتی جھرہ۔ چیچک۔ تپلے ہرے دست آنا لو اور گرمی کا اثر دفع ہو جاتا ہے۔ مقوی ہے ٹانک کا کام دیتی ہے۔ بچوں کے گھر میں بہت کارآمد ہے۔ کونین کی بجائے استعمال ہوتی ہے۔ قیمت ایک روپیہ۔

گولی زچہ

بعد ولادت بچہ زچہ کے سخت درد کتنے ہی دن تک رہتا ہے۔ بہت تکلیف ہوتی ہے۔ چار گولیوں کی چار خوراک دینے سے بدن کی دکھن۔ درد کثرت خون کو بند کر کے بدن کو جلد درست کر دیتی ہے۔ خوشی کے موقعہ کے لئے ضرور منگا کر رکھیں۔ قیمت آٹھ آنے۔ پتہ

ایم ایچ احمدی بیری اکبر پور کانپور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

شیخ عبدالمجید صاحب سندھی نے "اتحاد کانفرنس" سے قطعی طور پر علیحدگی اختیار کرتے ہوئے اخبارات کے نام ایک بیان شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ مجھے نہایت افسوس کے ساتھ اس امر کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ خلیج بنگال کی طوفان خیز لہروں نے اتحاد کانفرنس کے جہاز کو چکنا چور کر دیا ہے اور جب تک کوئی معجزہ بروئے کار نہ آئے اس وقت تک کوئی امید نظر نہیں آتی کہ اس شیرازہ پریشان کو از سر نو ایک جگہ جمع کرکے کوئی ڈھانچہ کھڑا کیا جاسکیگا۔ مزید برآں آپ نے یہ بھی کہا کہ لکھنؤ کانفرنس کے فیصلہ کے مطابق میں مشترکہ طریق انتخاب کے حق میں جداگانہ طریق انتخاب سے اس وقت تک دست بردار ہونے کے لئے تیار نہیں۔ جب تک کہ ہندو مسلمانوں کے تیرہ مطالبات کو جن میں بنگال کی آئینی اکثریت بھی شامل ہے قطعی طور پر منظور نہ کرلیں۔

ڈاکٹر مونجے نے ۱۵ جنوری کو "یوم الور" منانے کا اعلان کیا تھا۔ اس کے مقابلہ میں سید غلام بھیک صاحب نیرنگ نے ۲۰ جنوری بروز جمعہ مسلمانوں کو یوم الور منانے کی تاکید کی ہے اور اعلان کیا ہے کہ گوبند گڑھ میں اس وقت تک مسلمان متاثرین کی تعداد تین سو تک پہنچ چکی ہے۔

لاہور میونسپل کمیٹی کی کارگزاری اور طریق کار کے متعلق حکومت پنجاب نے مسٹر ڈاسن کمشنر لاہور کی وساطت سے تحقیقات کرائی تھی۔ ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات کے بیان کے مطابق اس تحقیقات کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ کمیٹی مذکور کی کارکردگی کے متعلق بہت سے سنگین نقائص روشنی میں آئے۔ اور بے ضابطہ کارروائیاں اور ناقابلیت کی شدید مثالیں میونسپل کمیٹی اور پریذیڈنٹ کے نوٹس میں لائی گئیں۔ گورمنٹ کا بیان ہے کہ کمیٹی مذکور نے اس نکتہ چینی کی قدر کی اور اپنے رویہ میں تبدیلی پیدا کرلی، اس لئے اب حکومت کو اطمینان ہوگیا ہے، اور وہ توقع رکھتی ہے کہ کمیٹی کے کام میں اصلاح جاری رہیگی۔ اور ممبر آئندہ اپنی ذمہ داری کو پوری طرح محسوس کریں گے۔

ہندوستانی فوج کے ان اشخاص کی مصیبت کو دور کرنے کے لئے جو ناکارہ ہوگئے اور ان لوگوں کے لواحقین کی امداد کے لئے جو جنگ عظیم یا سمندر پار یا سرحدی فوجی خدمت یا دیگر لڑائیوں میں مارے گئے ۱۹۲۳ء میں انڈیا اینڈ برما ملٹری اینڈ سیمین ریلیف فنڈ قائم کیا گیا تھا۔ اس کی آمدنی ہر سال دو ششماہی اقساط میں تقسیم کی جاتی ہے نومبر ۱۹۳۱ء کے موقعہ پر پنجاب کے حصہ میں ۱۴۰۰۹ روپیہ کی رقم آئی جو تقسیم کردی گئی۔

الوری مسلمانوں کے متعلق سول کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ وہ پرزور طریق پر کہہ رہے ہیں کہ ان پر جو الزامات عائد کئے گئے قطعی غلط اور بے بنیاد ہیں۔ وہ شکایت کر رہے ہیں۔ کہ گاؤں کے گاؤں آگ لگا کر تباہ کر دئے گئے ہیں اور ریاست کے ایجنٹوں نے یہ کارروائی کی ہے۔

مانچسٹر گارڈین لنڈن نے الور کی صورت حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس بات کا امکان ہے کہ مستقل امن بحال ہونے سے قبل مہاراجہ کو مسلمانوں کی ترقی کے لئے اصلاحات جاری کرنی پڑیں گی۔

کمیونسٹ پارٹی (روس) کی مرکزی کمیٹی میں تقریر کرتے ہوئے صدر یہ جمہوریہ روس نے ۱۰ جنوری کو کہا کہ اسلحہ جات بنانے کے لئے بعض مصنوعات بدستور جاری رہیگی وجہ یہ ہے کہ بعض ہمسایہ حکومتوں نے فوجی اقدام نہ کرنے کے میثاق پر روس کے ساتھ معاہدہ نہیں کیا۔

بمبئی سے ۱۱ جنوری کی اطلاع ہے کہ ہوائی جہازوں کے ذریعہ بمبئی۔ پونا، سورت اور احمد آباد کے درمیان مسافروں اور پارسلوں کے بھیجنے کی تجاویز کا عملی طور پر افتتاح مکمل ہوچکا ہے اس سے ہندوستان کی تاریخ پرواز میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوگا۔ مسافروں اور پارسلوں کا کرایہ وہی ہوگا۔ جو ریلوے ٹرینوں کا ہے۔ روزانہ اخبارات باقاعدہ اسی سروس سے ان شہروں میں پہنچائے جائیں گے۔

نیشنل لیگ لنڈن کا ایک تاریخی اجلاس ۱۵ دسمبر کمیٹی کے روم نمبر ۱۰ میں منعقد ہوا جس میں ممالک غیر کے قناصل۔ وزراء ارکان ایوان امراء اور عوام کی ایک جماعت ہز ہائینس سر آغا خاں نواب سر اکبر حیدری۔ چوہدری ظفر اللہ خاں۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال ڈاکٹر شفاعت احمد خاں۔ بیگم شاہ نواز اور مسٹر غزنوی کے استقبال کے لئے موجود تھی۔ جلسہ میں لارڈز اور بے شمار خطاب یافتہ اصحاب بھی شامل تھے۔ مسلمانوں کے حقوق پر پہلے سر آغا خاں اور بعد ازاں ڈاکٹر سر محمد اقبال نے تقریر کی۔

فوجی اخراجات کی تحقیقات کے لئے سر شادی لال اور سر محمد سلیمان چیف جسٹس پر مشتمل جو ٹریبونل مقرر کیا گیا تھا۔ اس نے اپنے کام کو ختم کرلیا ہے۔ ٹریبونل کی رپورٹ عنقریب وزیر اعظم کے پیش کی جائیگی۔ تاکہ برٹش گورنمنٹ اور گورنمنٹ ہند اس پر مزید غور و خوض کرے۔ ٹریبونل کے ممبر سر شادی لال چیف جسٹس تو لنڈن سے روانہ ہوچکے ہیں۔ مگر سر محمد سلیمان ۲۰ جنوری کو روانہ ہونگے اور فرانس۔ اٹلی۔ دمشق۔ کربلا۔ بغداد اور بصرہ کا دورہ کرنے کے بعد ہندوستان پہنچیں گے۔

کانگرس بلیٹنوں کی اشاعت عرصہ سے لاہور پولیس کو حیران کر رہی تھی۔ ۱۳ جنوری انسپکٹر سی آئی ڈی نے بھاٹی دروازہ کے اندر واقعہ ایک مکان پر چھاپہ مارا۔ اور ایک کانگرسی کارکن مسٹر بشمبر دیال کو سائیکلوسٹائل مشین پر کانگرس بلیٹن چھاپتے ہوئے گرفتار کرلیا۔ پولیس پارٹی بھیس بدل کر چھاپہ مارنے آئی تھی

لکھنؤ شہر کے مختلف رئیسوں اور مہاجنوں کے مکانوں کی دیواروں پر ۱۲ جنوری اس مضمون کے کئی پوسٹر چسپاں پائے گئے۔ کہ آج ہزاروں غریب بھوکے مر رہے ہیں رئیسوں اور مہاجنوں کو چاہیئے کہ وہ ان کی مدد کریں۔ ورنہ ڈاکے ڈالے جائینگے۔ ان پوسٹروں پر پولیس نے قبضہ کرلیا ہے

مدناپور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مسٹر ڈوگلس کے قاتل بمل جاریہ کو ۱۲ جنوری کلکتہ جیل میں پھانسی دیدی گئی

سر محمد یعقوب کے متعلق اخبارات میں جو یہ خبر شائع ہوئی تھی۔ کہ انہیں ریاست مالیر کوٹلہ کا وزیر بنایا جائیگا۔ اس کی انہوں نے تردید کردی ہے۔

چیف کمشنر دہلی نے فصل خریف ۱۹۳۱ء کے مالیہ میں ۲۱۱۲۸ روپیہ کی وصولی ملتوی کردی ہے اس کے علاوہ گذشتہ فصل کے مالیہ میں سے ۸۸۸۴ روپے معاف کئے ہیں

آل انڈیا بلوچ کانفرنس نے اپنے حال کے اجلاس منعقدہ جیکب آباد میں ایک قرارداد کے ذریعہ حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ بلوچستان کو بھی دستوری اصلاحات اور کامل صوبائی خود مختاری کے ساتھ علیحدہ صوبہ بنا دیا جائے۔ اور ڈیرہ غازیخاں اور اپر سندھ کے اضلاع جو اصلاً بلوچی علاقے ہیں صوبہ بلوچستان کے ساتھ ملا دئے جائیں۔ نیز اقتصادی بدحالی کے پیش نظر مالیہ میں ایک سال کے لئے پچاس فیصدی تخفیف کا مطالبہ کیا ہے۔

بمبئی سے ۱۱ جنوری کی اطلاع ہے کہ ہندوستان اور جاپان کے درمیان بے تار برقی کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔

سر اکبر حیدری وزیر مالیات حکومت نظام جو گول میز کانفرنس میں حیدرآباد دکن کے نمائندے تھے۔ ۱۱ جنوری حیدرآباد پہنچ گئے۔

الور سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ برطانی افواج کے کمانڈر نے اعلان کیا ہے کہ فوجیں محض بحالی امن کے لئے رام گڑھ اور گوبند گڑھ پہنچی ہیں۔ لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی شکایات برطانی افسر کے سامنے پیش کریں۔

ڈاکٹر شفاعت احمد خاں ۱۲ جنوری راجپوتانہ جہاز سے ساحل بمبئی پر اترے۔ آپ نے ایک بیان میں کہا کہ گول میز کانفرنس

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی